Volume I
No. 9

SP. 1-9-77 (E)
250

THE SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, May 16, 1977

CONTENT

PAGES

Leave of Absence 271

Message from the National Assembly *Re* : Adoption of the Prevention of Gambling Bill, 1977—*Read out* ... 271

Message from the National Assembly *Re* : Adoption of the Price control and Prevention of Profiteering and Hoarding Bill, 1977—*Read out* 272

The Prevention of Gambling Bill, 1977—*Passed* 272

The Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding Bill, 1977—*Passed* 306

Message from the National Assembly *Re* : Adoption of the Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977 —*Read out* 310

Procedure to be Followed for the adoption of the Constitution Amendment Bill, —Explained 310

The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977—*Considered* 311

Point of order *Re* : Permission sought to move closure motion under rule 202—*Refused* 344

The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977—*Passed* 345

PRINTED AT THE DOGARSONS ART PRINTERS, 17—URDU BAZAR, LAHORE
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI.
Price : Paisa 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Monday, May 16, 1977

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber (State Bank Building), Islamabad, at ten of the clock in the morning, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan), in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman : There is a leave application by Mr. Ghulam Rasool Siddiqi, Senator. It reads :

> "Due to the illness, I could not attend the House on the 5th and 6th of this month. Kindly leave of absence may be granted."

Should the leave be granted for both the days ? It is a question of leave in retrospect for 5th and 6th May. Should the leave be granted ?

(*The leave was granted*)

Mr. Chairman : Leave is granted.

Now, there are two messages from the National Assembly Secretariat addressed to ours.

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY *RE*: ADOPTION OF THE PREVENTION OF GAMBLING BILL, 1977

Mr. Chairman : It reads :

> "In pursuance of rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business : I have the honour to inform the Senate

[Mr. Chairman]

> Secretariat that the National Assembly has passed the prevention of Gambling Bill, 1977, on the 13th May, 1977. A copy of the Bill, is transmitted herewith."

There is another message also.

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY *RE*: ADOPTION OF THE PRICE CONTROL AND PREVENTION OF PROFITEERING AND HOARDING BILL, 1977

Mr. Chairman : It reads :

> "In pursuance of rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly has passed the Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding Bill, 1977, on the 13th May, 1977. A copy of the Bill is transmitted herewith."

These were the two messages.

Now, we take up legislative business. Item No. 2. Yes, Maulaan Sahib.

THE PREVENTION OF GAMBLING BILL, 1977

Maulana Kausar Niazi (Minister for Religious Affairs, Minorities' Affairs and Overseas Pakistanis) : Sir, I beg to move :

> "That the Bill to provide for the prevention of gambling [The Prevention of Gambling Bill, 1977], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Chairman : Yes, the motion made is :

> "That the Bill to provide for the prevention of gambling [The Prevention of Gambling Bill, 1977], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

مولانا کوثر نیازی : (وزیر مذہبی امور، اقلیتی امور و سمندر پار پاکستانی) جناب والا! یہ بل جو سینیٹ کے معزز ایوان کے سامنے پیش ہے، یہ ملک میں اسلامی نظام حیات کی ترویج کے سلسلے میں ایک اہم قدم ہے۔ اس سے پہلے اس معزز ایوان میں شراب کی بندش اور جمعة المبارک کی تعطیل کے بارے میں بل پیش ہو کر منظور کئے جا چکے میں اور اب یہ تیسرا بل ہے جو اس مختصر سے اجلاس میں پاس کیا جا رہا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حکومت کس تیزی کے ساتھ منزل کی جانب پیش رفت کر رہی ہے۔ چونکہ جوئے کے متعلق مسلمانوں کی

دو رائے ممکن نہیں ہیں ۔ قرآن حکیم میں اس کو حرام اور ناجائز قرار دیا گیا ہے اور اس کا ذکر سورة مائدہ میں بت پرستی جیسے مشرکانہ کام کے ساتھ کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کام نا پسند ہے ۔ جوئے کو جناب والا ! قرآن حکیم میں میسر کہا گیا ہے ، جو یسر سے نکلتا ہے ۔ کہ جو شخص محنت کے بغیر ، محض روپوں کے ذریعے سے چند ٹرکس کو بروئے کار لاکر ، تھوڑی ہی دیر میں امیر بن جاتا ہے ، حالانکہ اسلام نے محنت کی عظمت کو فروغ دیا ہے ۔ جو یہ چاہتا ہے کہ ایزی منی ، آسان کمائی اس انداز میں ہو کہ جس میں محض روپے پیسے انڈے بچے دیں ، جس میں سود دینے والا محنت نہیں کرتا اور روپے آگے پھلتے پھولتے چلے جاتے ہیں ، تو ہم نے محنت کے بغیر تمام ایسے سسٹمز کو ختم کردیا ہے ۔ جوئے کی بندش آئین کی رو سے ریاست پر لازم ہے ۔ آئین کے دوسرے چیپٹر میں جہاں راہنما اصول بیان کئے گئے ہیں ، وہاں سٹیٹ کے فرائض منصبی میں یہ بات شامل کی گئی ہے کہ وہ جوئے کا تدارک کرے گی اور اس رسم کے کلی طور پر استحصال کے لیئے مناسب اقدامات کرے گی ۔

جناب والا ! یہ پہلا موقع ہے کہ ملک گیر سطح پر پاکستان کی تاریخ میں ایک بل پیش کیا جارہا ہے ۔ اس سے قبل پاکستان پینل کوڈ میں ، گیمبلنگ آرڈیننس جو ١٩٦١ء میں جاری ہوا تھا ، اس کے ذریعے صوبائی سطح پر اس کے بارے میں قوانین وضع کئے گئے ہیں لیکن ان کے اندر بہت سے ایسے خلاء ہیں جن کی وجہ سے وہ مقصد حاصل نہیں کیا جا سکا جس کے حصول کے لئے قانون سازی مقصود تھی ۔ مثال کے طور پر یہ عجیب بات تھی اور عجیب بات ہے کہ ایک غریب آدمی اگر تاش کے پتوں پر بازی کھیلتا تھا تو اس کو تو گرفتار کر لیا جاتا تھا مگر کوئی امیر اور سرمایہ دار آدمی دن دہاڑے اعلان کرکے گھوڑوں پر شرط لگا کر جواء کھیلتا تھا تو نہ صرف یہ قانون اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا بلکہ اس کو ایک مستحسن اقدام سمجھا جاتا تھا ۔ یہ غریب اور امیر کے لئے قانون سازی اسی ذہنیت کا نتیجہ تھی ، جو سرمایہ داری نظام کی تہ میں کارفرما تھی ۔ اسی طرح سٹے کا کھیل جو تھا ، یہ بھی قانون کی دسترس سے محفوظ تھا ۔ اور اب قانون میں اس خلاء کو بھی ختم کر دیا گیا ہے ۔ اسی طرح گھوڑوں کی دوڑ پر شرط لگانا ، کتوں کی دوڑ پر شرط لگانا یا سٹے کی کھیل پر شرط لگانا ، ان تمام اقسام کے ، جوؤں کو اس قانون کے

[Maulana Kausar Niazi]

ذریعے ختم کردیا گیا ہے۔ جناب والا ! مجھے اندازہ ہے کہ محض گھوڑے دوڑانا یا گھڑ دوڑ کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ ایک مستحسن چیز ہے۔ اسلام نے گھوڑے پالنے کی فضیلت بیان کی ہے ، گھوڑوں کی افزائش نسل کے بے شمار ارشادات اس سلسلے میں گواہ ہیں۔ حکومت یہ چاہتی ہے کہ حکومت گھوڑوں کی افزائش نسل کے لئے مناسب اقدامات کرے ، ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی سکیم وضع کی جائے جس کے ذریعے بغیر شرط کے ، بغیر جوئے کے ، گھڑ دوڑ جاری رکھی جاسکے ، تو ہمیں اس کو جاری رکھنے میں خوشی ہوگی۔ حکومت اس کی سرپرستی کرنے کو تیار ہے لیکن جواء لگاکر ، یا شرط لگاکر گھڑ دوڑ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

جناب والا ! اسی طرح پہلے قانون میں لائسنسز اور پرمٹس جوئے کے ضمن میں جاری کئے جاتے تھے اور ان کی گنجائش بھی رکھی گئی تھی لیکن اس قانون میں تمام چور دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ صرف صوبائی حکومتوں کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ اگر کسی ٹورسٹ کمپلیکس کو غیر ملکی سیاحوں کے لئے ، غیر ملکیوں کے لئے ایگزمپٹس کرنا چاہے تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے ورنہ کسی پاکستانی شہری کے لئے کوئی پرمٹ یا لائسنس اس قانون میں نہیں رکھا گیا ہے۔ اسی طرح اس قانون میں یہ پہلو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ پولیس کو ایسے اختیارات نہیں دیئے گئے کہ وہ بر بنائے عداوت یا رشوت خوری کی غرض سے شریف شہریوں کو تنگ کرے۔ اس لئے گھروں کی تلاشی کے لئے باقاعدہ ایک نظام کار اس کے تحت وضع کیا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ ، سب ڈویژنل میجسٹریٹ اور میجسٹریٹ فرسٹ کلاس کو یہ اختیارات دیئے گئے ہیں کہ وہ وارنٹ جاری کرنے کے بعد گھروں کی تلاشی کی اجازت دے۔ مجھے امید ہے کہ ان تحفظات کے بعد اس جامع قانون کو ، جس طرح اس معزز ایوان نے اس سے پہلے دو بلوں کی منظوری دے دی ہے , اس بل کی بھی اسی جذبہ کے ساتھ اور اسی تحسین کے ساتھ منظوری دے گا۔ اس طرح مجھے یقین ہے کہ ان خرابیوں کے سد باب کے ضمن میں ایک سنہری باب کا اضافہ ہوگا جن خرابیوں کے ازالے اس وقت حکومت کے پیش نظر ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ ، سردار محمد اسلم ،

سردار محمد اسلم : جناب والا ، یہ بل جو جوئے کے انسداد کے لئے جناب وزیر مذہبی امور نے یہاں پیش کیا ہے ، یہ ایک نہایت مستحسن اقدام ہے ۔

جوئے کی ممانعت ہمارے مذہب اسلام اور قرآن میں جس طریقے سے کی گئی ہے اس کی وضاحت مولانا کوثر نیازی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمائی ہے اور اس بل کے ذریعے سے ایک ایسا قدم اٹھایا گیا ہے کہ ملکی سطح پر جوئے کا انسداد ہو اور اس لعنت سے قوم کو نجات مل جائے ۔ جوئے کے انسداد کے لئے مختلف اوقات میں پہلے بھی قانون بنتے رہے صوبائی سطح پر اور ۱۸۸۷ء سے لے کر مختلف اوقات میں ان میں ترامیم ہوتی رہی ہیں ۔ اور بالآخر مغربی پاکستان جواء آرڈیننس ۱۹۶۱ء معرض وجود میں آیا جس کو ریپیل کرکے ملکی سطح پر ایک نیا قانون لایا جا رہا ہے ۔ یہ ایک اچھا قدم ہے کہ جوئے کو جو کہ ہمارے مذہب میں مکمل طور پر حرام ہے ، اسے مکمل طور پر حرام قرار دیا جا چکا ہے ۔ اور جیسا کہ مولانا صاحب نے اس کی تشریح کی ہے ۔ کہ جوئے کا مقصد صرف پیسے کو استعمال کرکے دولت کمانے کا ہے اور بغیر محنت کے ۔ بغیر کوئی پسینہ بہائے جو دولت کمائی جائے وہ مذہب اسلام میں حرام ہوتی ہے ۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ ایک طرف اس بل میں ایک اچھا اقدام کیا گیا کہ پولیس کو اتنی طاقت نہیں دی گئی کہ وہ اپنی مرضی سے یا دشمنی کی بناء پر لوگوں کو گرفتار کرسکے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جواء جو پہلے اوپن پبلک پلیس پر قابل دست اندازی پولیس تھا ، اب وہ ناقابل دست اندازی پولیس جرم ہوگیا ہے ۔ کیوں کہ اس کی سزا صرف ایک سال ہے ۔ اور پہلے مغربی پاکستان جواء آرڈیننس کے تحت پولیس کو سپیشل پاورز دی گئی تھیں کہ جو پبلک پلیس پر جواء کھیلے اس کو پولیس وہاں پر اریسٹ کرسکتی ہے ۔ اب چونکہ اس کو پولیس بغیر وارنٹ کے یا بغیر اجازت کے اریسٹ نہیں کرسکتی تو پبلک پلیس پر جواء ہوگا ۔ وہ ٹھیک ہے کہ ایسی پبلک پلیسز پر بیٹھ کر جو لوگ جواء کھیلتے ہیں ، وہ غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ لیکن میں مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ اس لعنت سے غریب طبقے کو نجات دلانے کی جتنی زیادہ ضرورت ہے ۔ شاید اتنی زیادہ ضرورت امیر طبقے سے ختم کرنے کی نہیں ۔ اس لئے کہ پہلے یہ پبلک پلیس پر قابل دست اندازی پولیس تھا ، جہاں

[Sardar Mohammad Aslam]

کہ غریب لوگ جن کے پاس دو ، چار ، دس ، بیس یا سو روپے ہوتے ہیں تو وہ کسی جگہ سڑک کے کنارے بیٹھ کر جواء کھیلنا شروع کر دیتے ہیں ۔ لیکن چونکہ وہ پہلے قابل دست اندازی پولیس تھا ۔ اس لئے ان کو ڈر بھی ہوتا تھا کہ شاید کوئی پولیس والا آ نہ جائے اور اس ڈر کی وجہ سے ان کو اس اعنت سے نجات ملتی ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ مولانا صاحب ! اس سیکشن پر دوبارہ غور کریں اور اس کو ختم کریں اور جو پبلک پلیس پر جوئے کو جو کہ اب ناقابل دست اندازی پولیس ہے ، قابل دست اندازی پولیس جرم قرار دیا جائے ۔

دوسرے اس قانون میں اور مغربی پاکستان جواء آرڈیننس میں کافی فرق ہے ۔ اور اچھا فرق ہے وہ یہ کہ پہلے بل میں ریس جو تھی وہ مستثنیٰ تھی ۔ باقی اس کی تقریباً تمام وہی شقیں ہیں لیکن اس میں وہ استثناء ریسز کے متعلق جو پہلے والے آرڈیننس میں تھا ، وہ ختم کردیا گیا ہے ۔ اور اب انہوں نے ریسز کو بھی جوئے کی تعریف میں شامل کرکے اس کو جرم قرار دیا ہے ۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ یہ ایک اچھا اقدام ہے ۔ لیکن میں ساتھ ہی یہ گزارش بھی کروں گا کہ پبلک پلیس پر جوئے کے جرم کی سزا ایک ناقابل دست اندازی پولیس کے جرم کی حیثیت سے صرف ایک سال تک ہے ، اس پر دوبارہ غور فرمایا جائے اور اس لعنت سے نچلے طبقے کو نجات دلائی جائے اور اسے قابل دست اندازی پولیس جرم بنایا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! قاضی فیض الحق ۔

قاضی فیض الحق : جناب چیئرمین ! جوئے کی بندش کا معاملہ جو اس وقت زیر غور ہے ، وہ عوامی حکومت کے ان مستحسن اقدامات کا مظہر ہے ۔ عکاس ہے جن کے دربعے سے سماجی برائیوں کی بیخ کنی کے لئے اقدام اٹھائے جاتے ہیں ۔ اس سے پہلے شراب پر پابندی اور ایک اور سماجی برائی جہیز پر عوامی حکومت نے بل پیش کیئے اور پاس کئے گئے ۔ یہ سرمایہ داری نظام کی برائیاں اور ایزی منی کا حصول سرمایہ داری نظام کی ایک بدعت ہے ، خاص طور پر ، اس رقم کی وجہ سے شراب خوری بھی ہوتی رہی ۔ اور میں کہتا ہوں کہ میرے خیال میں شراب خوری ، سمگلنگ اور بلیک مارکیٹنگ یہ تمام اسی نظام کی برائیاں اور کڑیاں ہیں جن کو

عوامی حکومت نے ایک ایک کر کے اپنے دور حکومت میں ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ! میں مولانا کوثر نیازی صاحب کی توجہ اس طرف بھی دلاؤں گا کہ ماضی میں بھی جوئے پر پابندی سے متعلق قوانین موجود تھے یہ بلوچستان پراونشل گیمبلنگ آرڈیننس ۱۹۶۱ء میں ایک اضافہ کیا گیا ہے۔ اور اچھا اضافہ کیا گیا ہے کہ اس قانون کے تحت جو بندشیں تھی وہ بحال رکھی گئی ہے اور اس میں اضافہ یہ کیا گیا ہے کہ جو چیزیں اس قانون میں مستثنیٰ تھیں ، جس طرح مولانا صاحب نے فرمایا کہ چور دروازوں کو بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ نکتہ بھی زیر غور رہنا چاہیئے کہ جو بندشیں اس صوبائی قانون میں موجود تھیں ، کیا ان کو قانون نافذ کرنے والے ادارے صحیح طریقے پر نافذ کر سکے ؟ سردار اسلم صاحب نے جو فرمایا ہے کہ پبلک پلیسز پر جواء کھیلنا بذریعہ تاش یا کسی طریقے سے۔ جو کہ پہلے قابل دست اندازی پولیس تھا ، اب اس کو ناقابل دست اندازی پولیس گردانا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صرف ایک دفعہ کو نہ لیں ، ماضی میں باق بھی اس میں کئی چور دروازے نکالے گئے اور پولیس نے جس طرح کام کیا اس میں رشوت خوری بڑھی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہر جگہ ایک جیسا ہوا۔ میں چونکہ بلوچستان کا رہنے والا ہوں اس لئے بلوچستان کا ذکر کر رہا ہوں۔ وہاں پر پارکوں میں کھلے عام دوپہر کے وقت لوگ جواء کھیل رہے ہوتے تھے اور پولیس کھڑی تماشہ دیکھ رہی ہوتی تھی۔ اور پولیس ان کے ساتھ شامل تھی اور پولیس ان کی نگرانی کر رہی ہوتی تھی اور کوئی چیکنگ والا افسر آجاتا تو ان لوگوں کو پہلے سے اطلاع پولیس دے دیتی کہ فلاں افسر آرہا ہے تم بھاگ جاؤ اور وہ بھاگ جاتے۔ تو عرض یہ ہے کہ سب سے زیادہ توجہ اس طرف دینی چاہئے کہ آیا وہ ادارے جو قانون نافذ کرنے والے ہیں ، وہ صحیح ہیں یا غلط ؟ ماضی میں ان کا کیا کردار رہا ہے ؟ عوامی حکومت کی نیت ہر شک و شبہ سے بالا ہے کہ اس نے ملک میں لوگوں میں سیاسی شعور پیدا کیا ہے۔

جناب والا ! دوسری طرف ساجی میدان میں بھی اور اقتصادی میدان میں وہ کارنامے انجام دیئے ہیں کہ اگر ان پر صحیح طریقے سے عمل کیا گیا تو میرے خیال میں ہمارے آباؤ اجداد کا وہ خواب پورا ہو جائے گا اور پاکستان ایک فلاحی

[Qazi Faizul Haque]

مملکت بن جائے گا۔ لیکن سب سے بنیادی چیز جو اصلاحات کے راستے میں روڑے اٹکاتی ہے، جو اصلاحات کو نافذ نہیں ہونے دیتی اور سماجی برائیوں کو ختم کرنے کے لئے حکومت جو اقدام اٹھاتی ہے، اس میں چور دروازے مہیا کرتے ہیں، وہ یہی قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں۔ اب مثال کے طور پر یہ بل جو ہے، اس بل میں بہت مستحسن قدم اٹھایا گیا ہے کہ جوئے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ تو میں مولانا صاحب کی توجہ ایک خاص چیز کی طرف دلاؤں گا کہ یہ جو کلاز چار میں گیمبلنگ انسٹر ومنٹس کا ذکر کیا گیا ہے

It reads :

> "Whoever is found is any common gaming-house playing or gaming with cards, dice, counters, money or other instruments of gaming........"

تو جناب والا! عرض یہ ہے کہ تاش کے پتے کھیلنا اور اس پر شرط نہ لگانا کوئی جرم نہیں ہے اور کوئی ایسا گھر نہ ہو گا، جہاں تاش کے پتے نہ ہوں، جس میں کارڈ موجود نہ ہوں اور یہ وقت گزاری کے لئے بچے بھی کھیلتے ہیں اور بڑے بھی کھیلتے ہیں۔ روزہ بہلانے کے لئے لوگ سحری سے مغرب تک تاش کھیلتے ہیں اور روزہ رکھے ہوئے تاش کھیل رہے ہیں اور اگر پوچھا جائے کہ کیا ہو رہا ہے تو کہتے ہیں کہ وقت گزاری ہو رہی ہے، وقت ٹال رہے ہیں۔ دوسری طرف مختلف قسم کی گیمیں ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ رولز بناتے وقت اس کی طرف توجہ دینی چاہئے کیونکہ وہاں صرف طنبولا ہی نہیں کھیلا جاتا اور بہت سے انسٹرومنٹس کلبوں میں موجود ہیں مثلاً بلیئرڈ کھیلی جاتی ہے بلیئرڈ بہت سخت گیم ہے اور صحت کے لئے بہت اچھی ہے لیکن اس پر بھی لوگوں نے جواء کھیلنا شروع کر دیا ہے اس پر سکٹل کھیلی جاتی ہے، اور پوکر کھیلی جاتی ہے اور پیسے لگائے جاتے ہیں اب کلبوں میں بلیئرڈ ٹیبل موجود ہیں اور یہ تمام انسٹرومنٹس ہیں اور اس تمام کا متعلقہ سامان موجود ہے، لیکن اس کو اگر چیک کیا جائے، تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایسے ہی کھیل رہے ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ کہ ان کا وجود ختم کیا جائے تاکہ پولیس کو یہ موقع نہ ملے اور کسی ال وشر کو یہ موقع نہ ملے کہ کسی شریف آدمی کو خوامخواہ اس دفعہ کے تحت پکڑے کیونکہ یہ دفعہ جوئے کے خلاف استعمال ہو سکتی ہے۔

میری دوسری عرض یہ ہے کہ ریس ایک بہت بڑی ساجی لعنت تھی ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے محنت کش لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس پیشے سے تعاق رکھتے تھے ، وہ ریس نہیں کھیلتے تھے لیکن ایک گھوڑے کے رکھنے کے لئے کئی کئی مزدور کام کرتے تھے اور ریس کلبوں میں یہ مزدور کام کرتے تھے اور اپنی روزی کماتے تھے وہ ہزاروں لوگ اس بل کی وجہ سے بے روزگار ہو جائیں گے جب کہ حکومت کا یہ مقصد نہیں ہے تو میں ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : شراب کش بھی بے روزگار ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ ہیں ، وہ بھی بے روزگار ہو جائیں گے ۔

قاضی فیض الحق : وہ بے روزگار ہو گئے ہیں ، میں نے اخبار پڑھا ہے ۔

جناب چیئرمین : اخبار کے بغیر بھی ہم کو علم ہے ۔

قاضی فیض الحق : ان کی یونینوں نے حکومت کے سامنے مطالبات پیش کر دیئے ہیں ، کیونکہ جو ہزاروں لوگ کلبوں میں بے روزگار ہو گئے ہیں ان کے لئے حکومت کو کسی متبادل روزگار کا بندوبست کرنا چاہئے ۔

سولانا کوثر نیازی : گدھا دوڑ کا بندوبست کریں گے ۔

قاضی فیض الحق : شرط نہ لگائی جائے تو گھڑ دوڑ ہی ٹھیک ہے ۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب ! آپ جتنی لمبی تقریر چاہیں کر سکتے ہیں ، آپ کی باتیں تو اچھی ہیں لیکن اس کا بل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ۔

قاضی فیض الحق : اس بل کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ وہ اس بل کی وجہ سے بے روزگار ہو جائیں گے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ عوامی حکومت کا یہ منشاء نہیں ہے وہ جوئے کو ایک طرف بند کرنا چاہتی ہے اور ہمارے محنت کش جو روزی کماتے ہیں ، ان کے لئے متبادل روزگار کا بندوبست کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : تو وہ اس بل کا حصہ تو نہیں ہو سکتے ۔ بل کا مقصد تو یہ ہے کہ جوئے کو بند کیا جائے تو اس کے نتائج جو ہیں کہ کوئی بے روزگار ہو تو اس کے لئے الگ کوشش ہونی چاہئے اور کوئی بل پیش ہونا چاہئے ۔

قاضی فیض الحق : میں بل کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور سولانا صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں ۔

(اس مرحلے پر کافی معزز ممبران تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے)

جناب چیئرمین : مسٹر فیروز الدین انصاری ، کیونکہ وہ سب سے پہلے اٹھے تھے ۔

جناب فیروز الدین انصاری : جناب والا ! یہ جو بل آج وزیر موصوف نے اس ایوان میں پیش کیا ہے ، اس پر میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ کیونکہ ۱۷ اپریل ۱۹۷۷ء کو لاہور میں پرائم منسٹر صاحب ، قائد عوام نے ایک پریس کانفرنس میں یہ اعلان کیا تھا کہ ہم جوئے پر پابندی لگائیں گے اور آج وہ مبارک دن ہے کہ آج جوئے پر پابندی کا بل پیش ہو رہا ہے اور میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ قائد عوام ، پرائم منسٹر ، جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی حکومت اور وزیر موصوف مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جتنی اسلامی خدمات پہلے سر انجام دی ہیں ، یہ ان خدمات میں ایک اور اضافہ ہوا ہے اور مجھے اس بل سے پورا اتفاق ہے ۔

لیکن ایک بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جوئے کے لئے جب تک پولیس ساتھ نہ دے اور پولیس پورا پورا تعاون نہ کرے تو اس وقت تک جواء بند نہیں ہو سکتا بلکہ موجودہ حالات میں ، میں نے کئی دفعہ محسوس کیا ہے کہ جہاں بھی جوئے کا اڈہ ہے ، اس میں پولیس کا حصہ ہوتا ہے ۔ اس لئے جب تک قانون نافذ کرنے والے ادارے دیانتداری سے کام نہ کریں ، اس وقت تک یہ لعنت جو جوئے کی لعنت ہے اور جو معاشرے کو تباہی و بربادی کی طرف لے جا رہی ہے ، اس کا خاتمہ نہیں ہو سکتا ۔ ایک اور بات اس میں ہے کہ اگر کسی جگہ جواء ہوتا ہو پولیس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ براہ راست چھاپہ مار کر جواریوں کو پکڑ کر ان کا چالان کرے ۔ چونکہ اسے پہلے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ، سب ڈویژنل مجسٹریٹ سے یا فرسٹ کلاس مجسٹریٹ سے اجازت لینی پڑے گی ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک جگہ جہاں جواء ہو رہا ہے ، اور اگر پولیس والے کسی مجسٹریٹ کے پاس جائیں اور اویلیبل نہ ہوں تو گھنٹہ یا دو گھنٹے ان کو انتظار کرنا پڑے اور وہ ایک اجازت نامہ یا حکم نامہ نہ لائیں اور نہ چھاپہ ماریں تو اس وقت تک جواری اپنا کام کرکے اپنے گھروں کو چلے گئے ہوں گے ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود بھی یہ جو بل پیش

ہوا ہے ، بہت جامع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے جوئے کا تدارک ہوگا اور انشاء اللہ یہ کامیاب ہوگا اور میں اس بل کی پرزور تائید و حمایت کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : فرمائیے ، مسٹر عبدالطیف : اس کے بعد حاجی صاحب ، اور اس کے بعد ڈاکٹر محبوب الرحمان صاحب آپ کی باری ہوگی ۔

جناب عبدالطیف انصاری : جناب چیئرمین ! موجودہ عوامی حکومت نے قائد عوام کی قیادت میں جو وعدہ اس ملک کے اندر اسلامی نظام رائج کرنے کے متعلق کیا ہے ، اور جو پاکستان پیپلز پارٹی کا اولین مقصد ہے ، اس کے تحت ہماری وزارت مذہبی امور نے جو محنت کی ہے ، جو اقدام اٹھائے ہیں ، وہ قابل تحسین ہیں ۔ آج کا یہ بل ، جیسا کہ مولانا صاحب نے فرمایا ہے ، یہاں اسلامی نظام ، نظام مصطفیٰ رائج کرنے کے لئے جو جو اقدامات کئے گئے ہیں ، ان میں سے ایک قدم یہ ہے ۔ یہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ جواء اور شراب ایسی بری لعنتیں ہیں ، جن کو اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے ۔ ان کے متعلق سورۃ بقرہ اور سورۃ مائدہ میں واضح احکامات موجود ہیں ۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے اپنے بنائے ہوئے قوانین سے بہتر اور اعلیٰ قوانین ہمیں مذہب نے دیئے ہیں جو کہ قرآن شریف میں موجود ہیں ۔ ان پر مسلمانوں نے کون سے اقدامات اٹھائے ہیں ؟ اس معاشرے کو ان لعنتوں سے پاک کرنے کے لئے کیا چیز ضروری ہے ؟ ان قوانین سے جو یہاں بنائے جا رہے ہیں جیسا کہ یہاں بعض دوستوں نے کہا کہ ان پر عمل صحیح ہونا چاہئے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان اقدامات سے بہتر یہ ہے کہ اس کے لئے صحیح احکامات ہمارے مذہب میں ہیں ان کو نافذ کرنا چاہئے ۔ ہمارے مذہب میں مولوی صاحبان کو ایسی تقاریر کرنی چاہئیں ، جن سے اسلامی احکامات پوری طرح واضح ہوتے ہیں اور ہمارا معاشرہ ان لعنتوں سے پاک ہو اور لوگ یہ محسوس کریں کہ ہم اس ملک کے قوانین کا احترام نہ کرکے گنہگار ہو رہے ہیں بلکہ یہ بھی محسوس کریں کہ خدا کی طرف سے بھی عذاب پہنچے گا اور اور یہ چیزیں گناہ ہیں ، ممنوع ہیں ۔ وہ انہیں اس سے دور رکھیں ، اس سے لوگوں کو پاک رکھیں ۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک کے اندر مذہبی پیشواؤں کا جوطبقہ ہے ، جن پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان باتوں کے تحت لوگوں گو پابند کریں اور لوگوں کے سامنے ان باتوں کی اس طرح سے

[Mr. Abdul Latif Ansari]

تشریح کریں کہ ان کو اس کا احساس ہو ۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ کئی علماء صرف اپنے پیشے کی خاطر مساجد میں ایسی باتیں کرتے ہیں اور ایسی تقاریر کرتے ہیں جو کہ ہمارے مذہب کے دیئے ہوئے اصولوں سے ہٹ کر ہوتی ہیں اور ان کی تقاریر زیادہ تر سیاست سے متعلق ہوتی ہیں ۔

میں اپنا ایک چشم دید واقعہ آپ کو سناتا ہوں ۔ ایک دن جمعہ کی نماز سے پہلے مولوی صاحب خطبہ دے رہے تھے اور اس خطبہ کے دوران منبر پر ایسی باتیں کہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں اس معزز ایوان کے اندر نہیں دھرا سکتا اور اگر ان باتوں کو اس مقام پر دھراؤں تو اس سے اس معزز ایوان کا تقدس پامال ہوگا ۔ لیکن وہ مولوی صاحب ایسی باتیں کر رہے تھے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کبھی بھی ہمارے مذہب کے حق میں نہیں ہو سکتی ہیں ۔ اور موجودہ سیاسی حالات میں وہ لوگوں کو حکومت کے خلاف اکسانے میں کوشاں رہتے ہیں اور لوگوں سے کہتے رہتے ہیں آپ اس جدوجہد میں جا کر شہید ہوں، جیسے کہ نعوذ باللہ یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہو رہی ہو ۔ یہ لوگوں کو اس بات کی تبلیغ کرتے ہیں ۔ میں نے ایک مرتبہ حیدرآباد کی مسجد میں ایک مولوی صاحب کی تقریر سنی ، وہ لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ صحابہ اکرام باوجود بیتابی کے شہادت کا درجہ حاصل نہ کر سکے لیکن آج مسلمانوں کو موقع ملا ہے کہ وہ شہادت کا جام نوش کریں ۔ ہمارے مذہبی پیشواؤں ، ہمارے مذہبی مولوی صاحبان نے اس طرح کی تقریریں کر کے اور ان راستوں پر لوگوں کو لے جا کر کافی حد تک غریب مسلمانوں کی ، سیدھے سادے مسلمانوں کی جانیں ضائع کرائی ہیں ۔ وہ ان کی باتوں میں آئے ہیں جنھوں نے ایسے قدم اٹھائے ہیں ۔ لیکن انہوں نے کبھی بھی ایسی لعنتوں کو ختم کرنے کے لئے کوئی کام نہیں کیا ، جس سے ملک اور معاشرے کی تباہی ہوتی ہے ، یہاں پر کئی خاندان اس جوئے کی وجہ سے اجڑ گئے ۔ کئی عورتیں اس انتظار میں بیٹھی رہتی تھیں کہ ہمارے شوہر کچھ کما کر لائیں گے اور اس سے ان کے بچوں کے لئے کچھ کھانا پک سکے گا لیکن وہ شوہر اپنی دن بھر کی کمائی جوئے میں ختم کر کے آ جاتے ہیں ۔ اس طرح کئی خاندانوں کی تباہی اسی جوئے کی وجہ سے ہوتی رہی ۔ لیکن ہمارے ان مذہبی پیشواؤں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی ۔

جب ہم اس ملک میں اسلامی نظام لانے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں تو علماء حق پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کی وہ تبلیغ کریں ، لوگوں اس طرف راغب کریں تاکہ وہ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہو سکیں ۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایسا ہو رہا ہے اور یہ آج کی بات نہیں ہے ، یہ بات اسلام کی پرانی تاریخ سے چلی آ رہی ہے کہ اسلام کو نقصان پہنچانے میں علماء سوء نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے ۔ انہوں نے ہمیشہ مذہب کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے ۔ ان کی تقریریں اس طرح کی ہیں ، جن سے کہ مسلمان سہمے رہیں ، لوگ ڈرے رہیں ، وہ لوگوں کی توجہ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کی طرف کبھی نہیں دلاتے ، ہمیشہ مذہب کی طرف سے یہ کہتے ہیں کہ اگر تم نے یہ کام کیا ، تو تمہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا ۔ کبھی بھی یہ بات نہیں کہی کہ تم نے یہ کام کیا تو تمہیں بہشت حاصل ہو گی ۔ میں نے اپنے ملک کے لوگوں کو اکثر اس بات کی تبلیغ کرتے سنا ہے کہ تم نے یہ کام کیا تو تمہیں دوزخ ملے گی اور ہمیشہ تبلیغ کرتے وقت اللہ کے نام ساتھ قہار کا نام استعمال کرتے تھے ، جیسے کہ اللہ تعالیٰ صرف قہار ہی ہے اگر اللہ تعالیٰ قہار بھی ہے ، تو اللہ تعالیٰ رحمان بھی ہے ۔ اس کی رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں ۔ لیکن وہ اس بات کی تبلیغ کبھی نہیں کرتے ۔

جناب چیئرمین : انصاری صاحب علماء پر تو لیکچر خوب ہوا ۔ وہ تو ٹھیک ہے اب بل پر بھی تو آئیے نا ۔

جناب عبدالطیف انصاری : جناب والا ! جو موجودہ بل آج ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے ، میں اس کی حمائت کرتا ہوں اور یہ اس معاشرے کو پاک و صاف کرنے کے لئے بہت ہی اہم قدم ہے ۔ یہاں پر میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں ، وہ یہ ہے کہ سیکشن تین میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ جہاں پر جواء ہو رہا ہو یا کوئی جواء کھیلا رہا ہو ۔ جس کو عام طور پر ”نال“ لینے والا کہتے ہیں ، جواء دوسرے کھیلتے ہیں اور وہ نال وصول کرتا ہے ، تو اس کے لئے ایک ماہ سے لیکر ایک سال تک سزا رکھی گئی ہے ، اور جرمانہ ایک سو سے لیکر ایک ہزار تک ۔ یعنی ادھر جو کھیلقے ہیں - - -

Mr. S. M. Masud (Minister for Law and Parliamentary Affairs) : Point of order, Sir.

Mr. Chairman : Point of order ?

Mr. S. M. Masud : Yes, law says "shall not be less than one month nor more than one year.

یہ بات نہیں ہے کہ ایک مہینے سے ایک سال تک دی جا سکتی ہے -

"shall not be less than one month, nor more than one year."

لیکن یہاں اس پر قدغن لگایا گیا ہے ایک مہینے سے کم نہ ہو -

Not less than one month.

Mr. Chairman : Now, it is quite clear.

جناب عبداللطیف انصاری : میں عرض کر رہا تھا

Not less than one month upto one year or one thousand.

لیکن وہ جو کھیلنے والے ہیں ان کو ایک سال سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے اور سال سے کم بھی ہو سکتی ہے - جو کھیلنے والوں کے سر پرست ہیں ، میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں پر گیمیں کھیلی جاتی ہیں جو لوگ اس گیم کو چلاتے ہیں ، ان کھیلنے والوں سے زیادہ با اثر ہوتے ہیں ان کو یہ ہمت ہوتی ہے ، وہ یہ بتاتے ہیں کہ وہ اتنی قوت رکھتے ہیں کہ وہ یہ کام اپنے دائرے کے اندر کر سکتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ یہ سزا بجائے ان کھیلنے والوں کے ، ان کھلانے والوں پر زیادہ ہونی چاہیئے تا کہ جو یہ ہمت رکھتے ہیں ، جو اس معاشرے کو گندا کرنے کے اسباب پیدا کر رہے ہیں ، ان کی حوصلہ شکنی ہو - میں ان گزارشات کے ساتھ اس بل کی حمایت کرتا ہوں -

جناب چیئرمین : شکریہ - نہیں ، مولانا صاحب ! آپ سے پہلے حاجی صاحب کی باری ہے پھر ان کے بعد ڈاکٹر محبوب الرحمان کی باری ہے پھر آپ کی باری ہے

Mr. Kamal Azfar : I also want to participate in the Debate.

Mr. Chairman : All right. Yes, yes, Mr. Niamatullah Khan.

جناب نعمت اللہ خان : جناب والا ! گیمبلنگ کا بل اس معزز ایوان کے سامنے پیش ہے یہ عوامی حکومت کا شریعت کے نفاذ کی جانب ایک احسن قدم ہے جس

کے لئے میں قائد عوام اور مولانا کوثر نیازی کو مبارک باد دیتا ہوں ۔ جناب چیئرمین ! یہ صرف بل ہی نہیں بلکہ عوامی حکومت نے اسلامی روایات کو ترویج دینے کے لئے ایک اور قدم اٹھایا ہے جس طرح اسلامی سربراہ کانفرنس منعقد کی گئی ۔ سیرت کانفرنس بنائی گئی ہے ، قادیانیوں کا مسئلہ حل کیا گیا ہے اور ابھی حال ہی میں ہم نے شراب پر پابندی لگائی ہے اور اس ایوان نے اتوار کی بجائے جمعہ کی تعطیل کا بل پاس کیا ہے ۔ جواء تمام برائیوں کی جڑ ہے ۔ اس عمل کا مسلسل ارتکاب کرنے والے خاندانوں کے خاندان ہمیشہ برباد ہوتے ہیں اور قتل و غارت میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ اس کے متعلق میری یہ عرض ہے کہ اس کو نافذ کرنے والے ادارے اس بل پر سختی سے عمل کروائیں ۔ سنٹر اور صوبوں میں ایسے ایماندار افراد پر مشتمل ایک ایک بورڈ مقرر کیا جائے تاکہ اس بل پر مکمل طور پر عمل کیا جائے اور رشوت خوروں کو موقع نہ ملے کہ وہ اس کو نافذ کرنے میں رکاوٹیں ڈالیں ۔ لہذا میں آپ کی وساطت سے مولانا صاحب سے عرض کروں گا کہ اس پر عمل کرانے کے لئے صوبائی اور سنٹر کی سطح پر ایسے بورڈ مقرر کئے جائیں جس سے کرپٹ لوگ فائدہ نہ اٹھائیں اور اسے غلط طریقے سے استعمال نہ کریں ۔ اس بیان کے ساتھ میں اس بل کی پر زور تائید کرتا ہوں اور حمایت کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : یس ! ڈاکٹر محبوب الرحمان ۔

جناب محبوب الرحمان : جناب والا ! قائد عوام نے نظام مصطفے کے نفاذ کے لئے جو اقدامات کئے ہیں ، جو مشکل فرائض جناب وزیر مذہبی امور کو تفویض کئے گئے ہیں ، اور اس ضمن میں جو بہت سی خدمات سر انجام دی گئی ہیں ، میں ان کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ اس کی بار بار وضاحت کی گئی ہے ۔ اس ایوان کے اراکان جناب والا ! ان تمام اسلامی اصلاحات سے بخوبی واقف ہیں ۔ اب جناب والا ! میں بل پر آتا ہوں جو وزیر مذہبی امور نے انسداد جوئے کے لئے پیش کیا ہے ۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب محبوب الرحمان : تو جناب والا ! یہ ایک مستحسن قدم ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ مجھے اپنے معزز ارکان سے

[Mr. Mehmood-ur-Rehman]

جو کہ بول چکے ہیں، تھوڑا سا اختلاف ہے۔ جیسا کہ سردار اسلم معزز رکن سینیٹ نے فرمایا کہ پہلے پبلک پلیس پر یہ جرم قابل دست اندازی پولیس تھا اور اب اس سے ایگزیمپٹ ہو گیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب یہ ۲۶ سال سے اور ۲۰۰ سال سے انگریزی دور حکومت میں قابل دست اندازی پولیس رہا ہے، پولیس اسے ختم نہیں کر سکی ہے غریب لوگوں کے سوا کوئی دوسرا ان کے ہتھے نہیں چڑھتا مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ پبلک پلیس کو قابل دست اندازی پولیس نہیں رکھا ہے۔ اس کے علاوہ قاضی صاحب نے بھی ایک بات کہی ہے کہ لوگ روزوں میں تاش کھیلتے ہیں۔ اس بات سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ تاش کھیلنا بذات خود کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ کوئی بھی کھیل خراب نہیں ہوتا ہے اگر اس پر کوئی بازی نہ لگائی جائے یا داؤ نہ لگایا جائے جناب والا! ساری قوم اور سارے معاشرے کی اصلاح بلوں کے لانے سے نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسا ہے تو جناب والا! مزدوروں کے استحصال کو بند کروایا جائے، غریبوں پر ظلم بند کروایا جائے، محنت کشوں اور مزدوروں پر زیادتی بند کروائی جائے۔ ان سب کو دست اندازی پولیس قرار دیا جائے۔ جناب والا! میں نے دیکھا ہے کہ جب اسمبلی کے الیکشن ہوتے ہیں تو اس وقت بھی جوا کھیلا جاتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ فلاں ممبر ہو گا، تو دوسرا کہتا ہے کہ نہیں، اسی پر ایک کہتا ہے کہ چلو، میری طرف سے ۱۰۰ روپے لگ گئے تو پھر دوسرا بھی کہتا ہے کہ میری طرف سے بھی ۱۰۰ روپے لگ گئے جناب والا! اسی طرح اور بھی طریقے ہوتے ہیں، گپ گپ پر داؤ لگائے جاتے ہیں۔ ان کو داؤ نہیں کہا جا سکتا۔ جناب والا! کسی چیز کے متعلق بل لانے سے اس پر بندش نہیں ہو جاتی ہے۔ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے، اسلام کی خدمت میں سابقہ بلوں کی طرح جس طرح شراب پر پابندی لگانے کے لئے اور جمعہ کو چھٹی قرار دینے سے متعلق بل لائے گئے ہیں، ایک اہم قدم ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہے، یہ ایک جامع اور مکمل بل ہے۔ لاء انفورسنگ ایجنسیز کے متعلق عرض کروں گا کہ نہ صرف ان سے اس بل کی تعمیل کرائی جائے بلکہ سب بلوں کی تعمیل کرانا ضروری اور مناسب ہے۔ جناب والا! میں اس بل کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور حمایت کرتا ہوں۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو اور مولانا کوثر نیازی کو اس بل کے لانے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman : Now, Mr. Kamal Azfar will speak,

Mr. Kamal Azfar : Thank you, Sir. Sir, while supporting this very important place of legislation which has been brought before this House today, I think, it may be useful to explain that there are no such anomalies in this Bill as has been feared by some of my colleagues in the Senate. In fact, this Bill like the previous legislations brought forward in this House, by the honourable Minister for Religious Affairs, is a balanced and comprehensive legislation which takes into account all the various factors that have to be considered.

Sir, in this Bill, gaming cannot be practised in three kinds of places. Under Section 4, there is a penalty for gaming in common gaming-house, in a place which is commonly used for gaming as is defined in the section 2 of the Act. Under section 5, there is penalty for gaming in a public place and then, under section 6, there is penalty for gaming in a private place. Now, Sir; under section 8 of the Act, there is a power to enter and search with a warrant, any place where gaming is taking place either under section 4 in a common gaming-house or under section 6 in a private place. But before the search or entry can take place, the District Magistrate has to receive an information or the Sub-divisional Magistrate or any Magistrate of the first class has to receive information, and after such inquiry as he thinks necessary for he has to conduct an enquiry as may be necessary if he has reasons to believe that any place is used as a common gaming-house or that an offence under section 6 is committed, i.e. gaming is taking place in a private place, then he may authorise, and he can enter and search that place. As far as section 5 is concerned prescribing penalty for gaming in a public place, no such warrant is required, and action can be taken without even such a warrant. As in the case of previous legislation dealing with intoxication and with prohibition of drinking, a fine balance has been struck in this legislation between right of privacy of citizens, so that they may not be harassed unduly without reasons. At the same time there is a requirement that gambling, which is a vice, which eats into the vitals of our society, which has destroyed so many homes, which is represented by the 'Satta' mentality, which is growing in the public, and is causing damage to houses and to fortune and to life,that should also be stopped and at the same time, there should be an adequate protection of the citizens from unnecessary harassment. So, I think, Sir, that in this context this is a balanced legislation which takes into account the competing Islamic provisions. One with regard to the privacy of individuals, as was explained by the Minister previously in the case of the legislation on drinking, that there are many Quranic injunctions on entrance into a house, and the spirit of those injunctions has to be followed also, and unnecessarily the citizens cannot be harassed. On the one hand, protection is given that there has to be an information, there has to be an inquiry of a kind in which the first-class Magistrate satisfies himself that an offence is committed, and then, he can enter, and in the case of a public offence no such warrant is necessary. I thank you, Sir.

Mr. Chairman : Thank you. Now, Maulana Abdul Hakim.

مولانا عبدالحکیم : جناب چیئرمین ! زیر بحث بل انسداد جوا ، قماربازی کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ قرآن پاک نے ایک اصول دیا ہے -

(Maulana Abdul Hakeem)

لا تاقلو اموالکم بینکم بالباطل !

ہماری جو معاش ہے۔ اس کے لئے جنرل اور جامع اصول ہے کہ تم غلط انداز سے اور غلط طریقے سے مال مت کماؤ۔ دنیا کا ہر مہذب طبقہ اور دنیا میں جتنے بھی الہامی مذاہب ہیں۔ ان سب میں یہی ہے کہ بغیر محنت کے اور بغیر سرمائے کے خرچ کے دوسرے سے دولت چھین کر نہ کھائی جائے، چھیننے کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی اسلحہ سے ڈرا کر دولت چھینی جاتی ہے اور سامراجی قوتوں نے انسان کو انسان کے سامنے ذلیل کرنے اور انسانیت کو غلام بنانے کے لیے یہ بھی ایک عجیب حیلہ اور طریقہ ایجاد کیا کہ دوسرے کی دولت کو مختلف تدبیروں سے چھین کر کھایا جائے۔ جواء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہی انسانی کمزوری رہی ہے۔ انسانی شرم کے خلاف کردار کی یہ پست خصلت اس وقت بھی مروج تھی۔ قرآن کریم نے اور قرآن کریم کی تائید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور فیصلے اس سلسلے میں کافی تعداد میں صادر ہوتے رہے کہ بغیر محنت اور بغیر سرمائے کے خرچ کے دولت کو چھین کر کوئی نہ کھائے۔

جناب چیئرمین ! پیپلز پارٹی کی آئینی حکومت اور اس کے سربراہ اور اس کی کابینہ مسلسل یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس ملک کے اندر ورثہ میں ملی ہوئی لعنتیں، دو سو سال کے دوران جابر اور ظالم استعماری طاقتوں نے مسلمانوں کے کردار کو تباہ کرنے کے لئے جو جو طریقے ایجاد کئے تھے، آہستہ آہستہ ان دو سو سال کے بدنما داغوں کو دھونے کے لئے اور ہٹانے کے لئے کوشش کی جائے اور جناب چیئرمین ! یہ تو ظاہر بات ہے کہ ہر دو سو سال سے جو چیزیں کسی معاشرے میں مروج ہوں وہ کافی مضبوط جڑیں پکڑ جاتی ہیں۔ تو ان کو ایک دن کے اندر یا ایک مہینے کے اندر یا ایک وقت میں ختم نہیں کیا جاسکتا۔ جو چیز فطرت اور عادت بن چکی ہو، اس کو بدلنے کے لئے اسی طریقے سے روحانی تربیت اور ظاہری تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو یہ جواء جس کا اس بل میں ذکر ہوا ہے، اس کے متعلق میں محترم کوثر نیازی صاحب وزیر مذہبی امور سے درخواست کروں گا کہ یہ جو چیزیں اس میں لکھی گئی ہیں، جیسے وہ بٹیروں کے ذریعے سے جواء کھیلا جاتا ہے '

مرغوں کے ذریعے سے اور بعض علاقوں کے اندر کتے لڑا کر لوگ جوا کھیلتے ہیں ! بعض علاقوں کے اندر باز لڑاتے ہیں ، جہاں جہاں بھی ملک کے کسی علاقے میں کسی شکل میں بھی جواء مروج ہے ، جس سے بغیر محنت کے دوسروں سے دولت کھینچ کر لائی جائے ، یہ جو طریقے ہیں ان تمام کو اس بل کی شقوں کے اندر وضاحت اور صراحت کے ساتھ شامل کیا جائے تاکہ معاند قسم کے لوگ ان باتوں پر بیان بازی نہ کریں ۔

مولانا کوثر نیازی : معزز ممبر اگر بل کو غور سے پڑھیں اور ملاحظہ فرمائیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اس میں شرط لگانا کسی قسم کی بھی جو ہے ، وہ اس میں شامل ہے ۔ خواہ وہ بٹیروں پر لگائی جائے یا کسی بھی چیز پر لگائی جائے ، وہ اس میں آجاتی ہے ۔ بٹیروں اور چڑیوں کا ذکر ضروری نہیں ۔

مولانا عبدالحکیم میری کمزوری یہ ہے کہ یہ چیزیں انگریزی میں ہوتی ہیں اور میں انگریزی پڑھا ہوا نہیں اگر یہ اردو میں چھپیں جیسا کہ قومی اسمبلی میں ہوتا ہے تو مجھے یہ تکلیف نہ ہو ۔ اور ہم لوگ جو انگریزی نہیں جانتے وہ تمام چیزوں کا مطالعہ کریں ۔ تو صاحب یہ جتنی بھی چیزوں کی وضاحت مولانا کوثر نیازی صاحب نے فرمائی ہے ، اس کا شکریہ لیکن حیلہ ساز اور بہانہ ساز جو طبقے ہوتے ہیں ، وہ اس قسم کے اختصار سے بسا اوقات اپنے جرم کے لئے چور دروازے نکال لیتے ہیں ۔ بہرحال مولانا کی یقین دہانی کا شکریہ ، تو میں عرض کررہا تھا کہ جوا بغیر سرمایہ لگائے اور بغیر محنت کئے دوسروں کی محنت کو سمیٹنا انسانیت کے دامن پر ایک بہت بد نما داغ ہے اور ایک بہت برا طریقہ ہے اس کو تمام مذہبوں اور الہامی دنیا اور دوسرے جتنے بھی ادارے ہیں ، فلسفی ہیں ، شاعر ہیں ، ادیب ہیں ، سب نے برا کہا ہے ۔

جناب والا ! جو طبقے چاہتے ہیں کہ ایک اچھا معاشرہ تشکیل ہو وہ ایسی برائی کی مذمت کرتے ہیں ۔ تو حکومت نے اپنے طور پر اس برائی پر اس لئے بھی پابندی لگائی ہے کہ اس سے انسان کا کردار تباہ ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بد اخلاقی ، روحانی کجروی ، قانون شکنی اور معاشرے کے اندر فتنہ و فساد ، قتل و غارت گری کی جو چیزیں سامنے آتی ہیں وہ جوئے اور جوئے کی مثل جو چیزیں ہیں ان کی ایجاد ہوا کرتی ہیں ۔ جناب چیئر مین ! آپ کی نظر سے اور اس معزز ایوان

کے ممبروں کی نظر سے بارہا گزرتا رہتا ہے اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ جواری جو ہے وہ اپنے بیوی بچوں اور اپنے خاندان کے قابل عزت اور قابل احترام افراد تک کو بھی داؤ پر لگا کر جیتنے والے کو دے دیتا ہے۔ جناب والا! اس سے زیادہ انسانیت کی پستی اور کیا ہوسکتی ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ اس ضمن میں ایک بات اور بھی ضروری ہے چونکہ علماء کا ذکر آیا ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے جو مقرر حضرات ہیں، ان کی یہ کمزوری ہے اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہماری پارٹی کے حضرات بھی بعض اوقات جنرل طور پر جب لفظ علماء کے پیچھے لگ جاتے ہیں تو وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس میں قید لگا کر ان کو سیاسی علماء کہنا چاہیئے اور جو غیر ملکی ایجنٹ بن کر ملک و ملت کو نقصان پہنچاتے ہیں اور یہاں لاکھوں علماء ایسے ہیں، جو خلوص کے ساتھ دین کا کام کرتے ہیں اور یہاں لاکھوں علماء وہ ہیں جو حدیث اور قرآن پڑھاتے ہیں اور جو سیاسی چپقلش میں پڑے بغیر ڈالر کی غلامی میں اور ڈالر کے ایجنٹوں کا ساتھ دینے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں، لیکن ہمارے لیئے گول مول لفظ علماء کہا جاتا ہے اور جو خالی الذہن قسم کے لوگ ہوتے ہیں، وہ بھی ہم سے دور چلے جاتے ہیں اس لیئے میرا خیال ہے اور میں آپ کے ذریعے خود بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے دوست مقرر حضرات سیاست کے کھلاڑی علماء کا لفظ ایجاد کریں تاکہ وہ علماء جو ملک و ملت کے لئے کام کرتے ہیں، کم از کم ان پر تو الزام نہ آئے کیونکہ اگر علماء کام نہ کرتے تو ۱۸۵۷ء کے معرکے کے بعد اس برصغیر میں اور اس سارے علاقے میں یہ جو قرآن پاک کے حافظ اور قرأت کے علماء تجوید اور حدیث اور اسلام کی تمام تعلیمات کا جو سلسلہ مسلمانوں تک پہنچا ہے، یہ کیسے آتا؟ تو اکثریت جو ہے وہ بالکل خالی الذہن ہے اور وہ علمی کام کرتے ہیں اور چند ایک دانے ہوتے ہیں اور وہ زیادہ تر اچھرے کے تنخواہ خور ہوتے ہیں اور وہ صحیح عالم نہیں ہوتے ہیں اور آپ عالم اس کو کہتے ہیں جو خشخشی داڑھی رکھ لے اور جو قراقلی ٹوپی اور شیروانی پہن لے تو آپ زیادہ تر غلط لوگوں کو مولوی کہتے ہیں اور ہر ایک کو مولوی کہہ دیتے ہیں۔ لیکن ہم تو اس کو مولوی سمجھتے ہیں جو ڈگری لے کر سولہ سال تک پڑھے اور اس کے بعد وہ مولوی بنتا ہے اور ہمارے محاورے

میں مولانا صرف وہی ہوا کرتا ہے ۔ جیسے آپ فٹ پاتھ پر دو بوتلیں رکھنے والے ڈاکٹر نہیں مانتے ، اسی طریقے سے اسلامی معاشرے میں لفظ مولوی جو ہے ، وہ صرف کسی درس گاہ سے پڑھے ہوئے کے لئے استعمال ہوتا ہے ، آپ نے دیکھا ہوگا کہ ۲۵ سال سے ہمارے مولانا غلام غوث صاحب نے اور ہمارے تمام علماء نے مولانا مودودی کو بحثیت مولوی کبھی تسلیم نہیں کیا اور سارا پریس اور انگریزی پڑھا لکھا ہمارے ساتھ لڑتا ہے کیونکہ ہم نے اس کو مصنف تو تسلیم کیا ہے اور مقرر تو تسلیم کیا ہے ، لیکن مولوی اس لئے تسلیم نہیں کیا کہ وہ کسی درسگاہ کا پڑھا ہوا نہیں ہے اور جو آدمی کسی یونیورسٹی سے پڑھا ہوا نہ ہو وہ کیسے ڈاکٹر ہوسکتا ہے اور جو کسی درسگاہ سے پڑھا ہوا نہ ہو ، وہ کیسے مولوی ہوسکتا ہے ؟ تو یہ ایک ضروری بات تھی کیونکہ ایک طبقہ اسلام کے لئے کام کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہے گا مثلاً علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ ، سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ اور ہزاروں علماء ہیں اور آپ کے ساتھ دو مولوی مولانا کوثر نیازی صاحب اور میں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں ، تو اس میں استثناء ضرور ہونا چاہیے اور ہم نے آخر اس ملک کے اندر علماء کو ساتھ لے کر اسلام کا کام کرنا ہے ۔ اور جو لوگ ڈالر کے ایجنٹ ہیں اور اچھرے کے ایجنٹ ہیں ، انہوں نے کوئی کام نہیں کرنا ہے ، کام ہماری جماعت نے کرنا ہے اور انشاء اللہ کرکے دکھائینگے اور اسلامی نظام کے لئے یہ جو جدو جہد اور کام ہو رہا ہے یہ بل آج جس طریقے سے پاس ہو رہا ہے ، یہ اسلامی ذہن کو بیدار کرنے اور اسلامی تقاضوں پر عمل کرنے کے لئے ایک اچھا قدم اٹھایا گیا ہے اور اس پر ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ پاک نے پیپلز پارٹی کی آئینی حکومت اور آئینی حکومت کے سربراہ اور اس کی کابینہ کو یہ توفیق دی ہے کہ جو چیز ۲۸ سال سے نہ ہوسکی ، اس کو مٹانے کے لئے اور اس کو ہٹانے کے لئے اس ہاؤس میں بل پیش کیا گیا ہے ۔ ان کلمات کے ساتھ میں اس بل کی تائید کرتا ہوں ۔

Mr. Deputy Chairman: Now, we have only one speaker on the list and he is Mr. Mohammad Saleem Khan.

جناب محمد سلیم خان : جناب چیئرمین ! اس بل کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قانون کے ذریعے ، لائیسینس کے ذریعہ اور اجازت کے ذریعے کچھ لوگ وہ کام کرتے تھے جسے ہم جواء کہتے تھے اور جو ہمارے مذہب میں اور

ہماری سوچ میں حرام ہے۔ جناب والا ! ان خدشات کا اظہار کرتا کہ جب تک وہ آلات موجود ہیں ، جس سے جواء ہوسکتا ہے جب تک ان پر پابندی نہیں لگائی جاتی ، یہ بل فوری طور پر کارآمد ثابت نہیں ہوگا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بے جا قسم کی خواہش ہے۔ کیونکہ کسی کلب میں بلیئرڈ ٹیبل کا موجود ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ بلیئرڈ ٹیبل وہاں ہے تو وہاں ضرور جواء ہوگا۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ جواء کھیلنے والے پھر اور بہت ساری باتوں پر شرط باندھ سکتے ہیں وہ کرکٹ میچ پر بھی شرط باندھ سکتے ہیں کہ صاحب فلاں ٹیم جیتے گی اور فلاں ہارے گی اور لوگ گھر بیٹھ کر شرط باندھ لیں گے اور کمنٹری سن کر یہ فیصلہ ہوجائے گا کہ جو جیتے گا وہ جوا لے لے اور شرط باندھنے والے تو شاید اس طرح بھی شرط باندھنا شروع کردیں کہ کل بارش ہوگی یا مطلع صاف ہوگا یا ابر آلود ہوگا یا ہوا چلے گی یا آندھی چلے گی۔ جناب والا ! شرطیں باندھنے والے تو ان باتوں پر بھی شرط باندھ سکتے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی جس کا مسلک ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے اور آپ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ جواء ہر صورت میں بند ہوجائے گا اور ہر حال میں بند ہو جائے گا جس جوئے کے لئے حکومت خود لائیسینس دیتی تھی اور اس لائیسینس کی قیمت یا فیس وصول کرتی تھی ، جو جواء بند ہو جائے گا اور کیا آپ اس کو اچھا قدم نہیں سمجھتے اور اس کے متعلق یہ کہا جائے کہ اس میں یہ کمی رہ گئی ہے وہ اس صورت میں ہو سکتی ہے اور اس صورت میں ہوسکتی ہے ، حضور والا ! قتل کرنا جرم ہے اور قانون میں قتل کرنے کی سزا موجود ہے ، لیکن آپ کسی قانون کے ذریعے یہ پابندی لگا سکتے ہیں کہ اس ملک میں یا کسی اور ملک میں وہ تمام آلات جن سے قتل ہوسکے یا انسانی جان لی جا سکتی ہے ، وہ آلات ضبط کرسکتی ہیں یا وہ آلات ختم کر سکتے ہیں اور اگر وہ ممکن نہیں تو اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ کسی ملک میں وہ تمام چیزیں ضبط کردیں جن سے جواء ہوسکے کیونکہ جوأ تو بہت ساری باتوں پر ہو سکتا ہے اور بہت ساری چیزوں پر ہوسکتا ہے اور لوگ تو اس بات پر بھی شرط باندھنا شروع کردیں گے کہ میں دو روٹیاں کھاؤں گا اور ایک کہے گا میں چار روٹیاں کھاؤں گا اور اس بات پر شرط لگا سکتے ہیں تو آپ روٹی پر پابندی لگا دیں گے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ لوگ جو اس ملک میں جوئے ۔ ۔ ۔

قاضی فیض الحق : پوائنٹ آف کلیریفیکیشن !

جناب والا ! چونکہ اس کا ذکر میں نے کیا تھا تو میں نے بل کو ایک مستحسن قدم قرار دیا تھا میں نے یہ نہیں کہا میں نے تو وزیر صاحب کی توجہ بعض باتوں کی طرف دلائی تھی اس لئے یہ کہنا غلط ہے ۔ کیونکہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ یہ بہترین اور مستحسن قدم ہے جو پیپلز پارٹی کی حکومت نے اٹھایا ہے ۔

جناب محمد سلیم خان : جناب والا ! میں نے بھی صرف یہی عرض کیا ہے کہ آپ کے جو ہیں وہ خدشات نہیں ہونے چاہئیں کہ ان طریقوں سے جواء ہوسکتا ہے ۔ اپ نے یقیناً اس بل کی حمایت کی ہے کہ اس بل کے ذریعے ایک اچھا قدم اٹھایا گیا ہے اور میں اس سے انکار نہیں کرتا ۔ میرا مدعا یہ تھا کہ اگر یہ تمام برائیاں کسی قانون کے ذریعے ختم کی جا سکیں تو پھر روز محشر کو ہمیں جواب دینے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی اور وہاں بھی ہمارے وزیر برائے مذہبی امور ہی جواب دہ ہوتے کہ یہ برائی ہوتی تھی اور اس کا سد باب تم نے کیوں نہیں کیا تو ان الفاظ کے ساتھ میں اس بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور ان تمام لوگوں سے جو اس ہاؤس کے اندر اور اس ہاؤس کے باہر خدشات کا اظہار کرتے ہیں ، ان سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان برائیوں کے روکنے کے لیے معاشرے میں ایک ترویجی عمل اور بہت لمبی جدو جہد کی ضرورت ہوتی ہے اور معاشرے کو بدل کر ہی عمل کے ذریعے برائیوں کو ختم کیا جاسکتا ہے اور پیپلز پارٹی کو یہ اعزار حاصل ہے کہ اس نے اس جدو جہد کا آغاز کیا ہے اور وہ ایک ترویجی عمل سے اس معاشرے سے تمام برائیوں کو آہستہ آہستہ ختم کرے گی اور ایک ایسے معاشرے کا قیام عمل میں لائے گی جہاں برائی کا نام تک نہ ہو ۔ شکریہ ۔

جناب ایس ایم مسعود : (وزیر قانون و پارلیمانی امور) **:** جناب چیئرمین ! تمام دفعات پر معزز ممبران نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور اس پر میں بھی اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں میں کوئی لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یس مسٹر ایس ایم مسعود ۔

جناب ایس ایم مسعود : جناب چیئرمین ! میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ سردار اسلم صاحب نے اپنی تقریر میں پہلے قانون کی دفعہ چھ کا

حوالہ دیا ہے ۔ کہ پہلے اگر پبلک پلیس پر کوئی جرم سرزد ہوتا تھا تو وہ پہلے قابل دست الدازی پولیس ہوا کرتا تھا اب قابل دست اندازی پولیس نہیں رہا ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ضابطہ فوجداری کے اندر ہر وہ جرم ، جس کی سزا تین سال یا تین سال سے زیادہ ہو وہ قابل دست اندازی پولیس ہوا کرتا ہے ۔ یا وہ قانون از خود کہے کہ یہ قابل دست اندازی ہے چونکہ یہ جرم جب کہ یہ پبلک پلیس پر ہو تو اس کی سزا ایک سال تجویز کی گئی ہے اس لئے یہ قانون ضابطہ فوجداری کے مطابق ناقابل دست اندازی پولیس ہوگا اس پر عدالتوں کے بہت سارے فیصلے موجود ہیں کہ جو جرم قابل دست اندازی پولیس سرزد ہو ، اس کو پولیس مجسٹریٹ کے وارنٹ کے بغیر بھی گرفتار کرسکتی ہے یا نہیں کچھ عرصہ تک ایسے فیصلے ہوا کرتے تھے کہ اگر پولیس کسی مجرم کو اس بناء پر گرفتار کرتی تھی کہ اس کا جرم ناقابل دست اندازی پولیس ہے ، تو ایسے مقدمات کی ساری کی ساری پروسیڈنگ کالعدم قرار دی جاسکتی ہیں ۔ کیونکہ یہ غیر قانونی ہے ۔ لیکن کچھ عرصہ سے ہماری عدالتوں نے ایسے فیصلے دیئے ہیں جس میں ہمارے جو پرانے ویوز تھے ، اس کے بالکل مختلف ویوز دیئے ہیں کہ اگر ناقابل دست اندازی پولیس جرم ہو تو وہ اس کو گرفتار کرسکتا ہے اگر پبلک پلیس میں کوئی جواء ہو رہا ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے لیے پولیس کو وارنٹ کی اتنی ضرورت ہو گی بلکہ کوئی شہری بھی اس قانون کے تحت عدالت تک لا سکتا ہے ۔ اس سے یہ فائدہ ہو گا ۔ مجھے خود اپنا ایک واقعہ یاد ہے کہ لارنس روڈ لاہور میں ایک بہت مشہور کوٹھی ہے پولیس نے اس کوٹھی اور سڑک کے درمیان جو چار فٹ چوڑی جگہ ہوگی ، سے چار بہت بڑے آفیسرز کو جواء کھیلتے ہوئے پایا ۔ تو یہ جو ناقابل دست اندازی پولیس کے متعلق کہا گیا ہے ، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ اگر کوئی پولیس آفیسر کسی کو ناکردہ جرم میں ملوث کرنے کی کوشش کرے گا تو اس پر خود ذمہ داری بڑھ جائے گی ۔ ایک اور بات جو اس قانون میں موجود ہے اور جس کی طرف میرے خیال میں فاضل ممبروں نے توجہ نہیں دی ، وہ یہ ہے دفعہ سات میں کہا گیا ہے ۔

> "Whoever, having been convicted of an offence under this Act, again commits any such offence shall be punishable for every such subsequent offence with imprisonment for a term which may extend to three years, or with fine which may extend to two thousand rupees, or with both".

جناب والا ! اس میں ایک اور خوبی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ کا سزا یافتہ ہو اوز وہ دوبارہ اس جرم میں ملوث پایا جائے تو اس کے لئے تین سال کی سزا رکھی گئی ہے یعنی عادی مجرموں کو ”کاگنیزیبل“ قرار دیا گیا ہے وہاں وہ قابل دست اندازی پولیس خوو بخود ہو جاتے ہیں ۔ چونکہ آج مذہبی نقطہ نگاہ سے گفتگو ہوئی ہے اس لئے مجھے بھی ایک واقعہ یاد آگیا ہے ، ایک مرتبہ ایک مجرم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا اس مجرم نے کہا کہ یہ جرم میں نے پہلی مرتبہ کیا ہے ۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عیہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ قسم ہے میرے رب کی ، میرا رب کبھی کسی کو اس کے گناہ کے سبب گرفت میں نہیں لے گا ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اسلامی نکتہ نظر سے بھی مستحسن ہے کہ ایک شخص نے اگر ایک دفعہ جرم کیا ہو اور اس کو سزا ہوئی اور دوبارہ اگر وہ شخص پھر اس جرم میں ملوث پایا جائے تو اس صورت میں اس کو تین سال کی سزا دی جا سکتی ہے اور وہ قابل دست اندازی پولیس ہوگا ، چاہے وہ پبلک پلیس پر ھی کیوں نہ ہو ۔ تو میرے خیال میں یہ وضاحت میرے دوستوں کے ابہام کو دور کرنے میں کامیاب ثابت ہوگی ۔

Mr. Dupty Chairman : Thank you very much. Yes, Mr. Ghulam Hussain.

Mr, Ghulam Hussain : Mr. Chairman, Sir, there is no objection or dispute with the spirit or the object of the Bill but I would invite the attention of the honourable Minister to certain discrepancies in the language and certain omissions in the definition clause. The definition of common gaming house is given but the definition of any other place which occurs in section 6, that is private place, has not been given. Section 6 reads :

> "Whoever is found gaming in any house, room, tent, enclosure, vehicle, vessel or other place shall be punishable with imprisonment for a term which may extend to two years, or with fine which may extend to one thousand rupees, or with both".

Here if the private clubs were included the definition clause it might have been more comprehensive because 'other place' is to be read in contra-distinction to the common gaming house. It must be distinguished. What about uncommon gaming house. The uncommon gaming house can be any private club where the entry is by permission or by membership, this can be described as private house. My submission is that private houes here can be construed as, any person owning a private house where he

(Mr. Ghulam Hussain)

arranges gambling by certain people after taking some money or compensation from them. But the private clubs are the places where the gambling takes place openly in a very sophisticated manner and it appears that no attention has been given to such clubs which was very necessary. The other submission that I would make is that there is a new type of gambling which has been started in the shape of prize bonds and the prize saving accounts. The honourable Minister was very comprehensively expressing the vices produced by gambling and one of them was to make easy money without making any effort. Now, these are the chance gains. When one deposits certain money in the bank, he is likely to get 50 thousand if his name appears in the draw. The law as is enunciated in this Bill provides in that a person who is gambling in any private house has to be given a notice. As understood and as I have explained earlier that a club does not appear to be a private house within the meaning of this Bill. A notice is to be given to the person who is allowing the gambling to be carried on in a place owned by him by the time the notice is served upon such a person, no one will wait for the law enforcing agencies to come and take proceedings against them. The provision of notice is to save people from the hazards of police excesser but at the same time it gives them a long rope to escape the arm of law.

They are being informed in advance that they are likely to be arrested because of the fact that they are apprehended for gambling in a particular place. Now by the time the law enforcing agencies reach that place, persons concerned must have disappeared from there and in place of cards, they might have replaced the table with glasses of syrups or some other drinks. So my submission is that the language of the Bill requires a little more polish in order to remove those doubts which will create great difficulties in the courts of law and valuabl time will be wasted in explaining that the 'private houses' includes clubs also. This is my submission and with that I support the Bill. It is extraordinarily beneficial from the economic point of view also because people who otherwise find hard to maintain themselves lose money on gambling and resort to certain other evils,

Mr Deputy Chairman : Thank you very much. Yes, Mr. Masud, the Law Minister.

Mr. S. M. Masud : Sir, there seems to be a bit of hair splitting in law today because if we see this definition, there are 'common gaming-house', then 'public place', and then we come to 'gaming in private places'. Now, So far as the private places are concerned there is a complete clause relating to this, "whoever is found gaming in any house, room, tent, enclosure, vehicle, vessel or other place". Now, there is a term which is called AJUSTOR JURIS in the legal terminology. When these words, and the words used are 'other place', is used alongwith similar words which have been used earlier, then those words have to be interpreted in the same manner in which they have been used earlier. I do not understand how you can exclude enclosure, room, tent, and house. Anything of that nature and 'other place' which also has been used so as to include all sorts of enclosures and buildings in which there is a possibility of gambling. How could those clubs be excluded ? I simply do not understand. In fact what the honourable Member wants is to add more words and more categories. If we start adding such category of words, then I think there will be no end to it. When we use 'other places' it can be read in similar way as the earlier word has been used. Now so far as the language of the clause is concerned, I do not think there is any need for further explanation to this, and the fears are just unwarranted. After the passage of this Bill. I am sure, if somebody, without permission, commits an offence even in a club, then he will be hauled up.

Mr. Deputy Chairman : Thank you very much. Yes Mr. Khoso. But you will be very brief, since we have taken sufficient time.

Mr. Afzal Khan Khoso : I will be very brief. Just a few comments on certain points. Before I come to these points, I would like to start by congratulating the honourable Minister concerned who has presented this Bill before the House It is in the process of Islamisation of laws that has taken place in the present session, Sir, we saw laws like Prohibition of Liquor, Declaring Friday as holiday instead of Sunday, etc. This is also a process in that direction. Gambling is a social evil. It is one of the worst type of social evils because it has a chain reaction. When a person loses, if he is poor he resorts to many offences, i. e. cheating, theft, robbery and even murder. So, I think, it was in time that such a comprehensive law was brought into this shape.

Now, Sir there are one or two anomalies that I would like to mention with regard to the objection raised by our colleague that clubs cannot be brought under the purview of this law. I beg to differ from him because clubs are private places. Clubs are private places. technically and legally because a person cannot enter a club unless he is a member of that particular club. So from that point of view, it is not a public place, it is a private place and it comes under section 6 of this Act.

Secondly, when our colleagues talk about Prize Bonds and Prize Savings Accounts, that does not amount to gambling because gambling is chance either way. You may win or you may lose. But so far Prize Bonds or Prize Savings Accounts are concerned, there is no element of losing. I would not call it a winning also. So it does not come within the dfinition of gambling. I think. Sir, this objection is not justifiable.

Ther is another point which I wanted to ask the honourable Minister and that was with regard to horse racing in itself. In the definition given here, it is quite clear and section 2 (b) in which 'gaming' has been defined, includes so and so, including wager or betting, including a wager or bet made in respect of any horse, etc. Supposing there is no bet or wager in respeet of horses, then could we take it that horse racing will not be banned because from this section of the Act the way I interpret it horse racing is not banned.

Mr. Deputy Chairman : Yes that is not banned. In the beginning Maulana Sahib said that.

Mr. Afzal Khan Khoso : I would like the viewe of Maulana Sahib and his comments, Sir.

(Mr. Afzal Khan Khoso)

So, Sir, with these remarks I totally support this Bill. I just seek this clarification with regard to horse racing, if we do not bet upon the horses.

Mr. Deputy Chairman : Thank you very much. Now, the Minister Incharge, Maulana Kausar Niazi, will conclude the debate.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! میں سینیٹ کے معزز ارکان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس بل کی تائید کی اور تحسین فرمائی ۔ اس پر مجھے مسرت ہوئی کہ بہت سے قانونی نقاط اٹھائے گئے اور بہت سے دوستوں نے بال کی کھال بھی اتاری اور اس طرح مجھے یہ کہنے کا موقع نہ دیا کہ ”سخن فہمی عالم بالا معلوم شد“ ۔

ایوان بالا سے مجھے اسی محنت اور غور و خوض کی توقع تھی ، جس کا اظہار ہوا ۔ مگر میں عرض کروں گا کہ بہت سی باتیں ایسی کہی گئی ہیں جو دور ازکار ہیں ۔ کچھ قانونی موشگافیوں کا جواب لاء منسٹر نے دے دیا ہے وہ اس پر اتھارٹی ہیں باقی باتیں ایسی ہیں کہ کہ وہ ذہنی تخیل سے تعاق رکھتی ہیں ان کا عمل کی دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے مثال کے طور پر ایک فاضل ممبر نے یہ کہا کہ اس بل کی رو سے گھر میں تاش اگر ہو گی تو اس کو بھی پکڑا جائے گا ۔ انہوں نے فرمایا کہ روزوں میں لوگ تاش کھیلتے ہیں ۔ ممکن ہے کہ بعض علاقوں میں ایسے ہوتا ہو اگرچہ ہمیں اس کا علم نہیں ہے ، یہ خواہ مخواہ انہوں نے سمجھا ۔ اس بل کے اندر واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کامن گیمبلنگ ہاؤس میں اگر کوئی اس قسم کی چیز پکڑی جائے ۔ اس میں گھر کا کوئی ذکر نہیں ہے اگر تاش رکھنا ممنوع ہے تو یہ اسی طرح کا مسئلہ ہے کہ کوئی صاحب یہ کہے ۔

جہاں نو ہو رہا پیدا ، یہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقام انہوں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

کہ ساری دنیا قمار خانہ بنے گی تو کیا ساری دنیا میں چھاپے مارے جائیں گے ؟ کیا ساری دنیا میں جواء بند کرایا جائے گا ؟ تو یہ اسی طرح کی بات ہے ۔ تو اس لئے آپ خاطر جمع رکھیں ۔ تاش سے روزہ کو شوق سے بہلائیں آپ کے گھر سے پولیس تاش نہیں اٹھائے گی ۔ اسی طرح ایک فاضل ممبر نے یہ کہا ہے کہ اس میں حیلے بہانے تلاش کئے جائیں گے ۔ مولوی عبدالحکیم صاحب فتویٰ دے کر چلے گئے ہیں ۔

جناب والا ! جہاں تک حیلوں بہانوں کا تعلق ہے ، وہ ہر قانون کے ساتھ موجود ہیں ۔ بلکہ فقہ کی کتابوں میں حیلوں کا باب موجود ہے کہ کس قانون سے ، فقہ سے بچنے کے لئے کون سا حیلہ اختیار کیا جائے یہ تو 'خوئے بد را بہانہ' بسیار' والی بات ہے ۔ محض قانون کبھی امرت دھارا نہیں ہوتا ۔ کسی قانون سے کبھی جرائم ختم نہیں ہوتے جب تک کہ اس کے ساتھ اصلاح معاشرہ نہ ہو اور دوسری قوتیں تعاون نہ کریں ۔ جب تک تعاون کر کے ، ذہنوں کو ہموار کر کے ، قلوب میں وہ جذبہ پیدا کر کے اس قانون کے نفاذ کے لئے راستے تیار نہ کریں ، یہ مقاصد حاصل نہ ہو سکیں گے لیکن محض اس بناء پر کہ قانون کو توڑنے کے لئے کچھ لوگ حیلے بہانے بھی اختیار کریں گے ، کبھی کسی قانون کے نفاذ میں تاخیر روا نہیں رکھی گئی ، وہ کہتے ہیں کہ پولیس اور دوسرے جو ادارے ہیں ، وہ ایسے ہیں ، غلط کار ہیں ، صحیح نہیں ہیں ۔ لیکن کیا اس کی وجہ سے سمگلنگ کے خلاف کوئی قانون نہ بنایا جائے ؟ کیا اس کی وجہ سے چوری کے خلاف کوئی قانون نہ بنایا جائے اور کیا جناب والا ! انٹی سمگلنگ کے قانون کے نفاذ کے بعد سے سمگلنگ ختم ہو گئی ہے ؟ یہ چیزیں تو ہوتی رہتی ہیں ۔ اس لئے کہ انسانوں کے دلوں کی تبدیلی اور ذہنوں کی تبدیلی قانون کی استطاعت میں نہیں ہوتی ۔ یہ قانون کے بس میں نہیں ہے ۔ اس لئے تمام عوامل کو بیک وقت بروئے کار لانا پڑتا ہے ۔

میرے دوست سردار محمد سلیم نے بڑی اچھی باتیں کہیں اور انہوں نے یہ اہم نکتہ اٹھایا کہ یہ ایوان اس بات کو دیکھے کہ حکومت نے اجتماعی طور پر اس سے قبل جواء کھیلنے کے جو راستے تھے کس طرح سے ان کا سد باب کیا ہے اور کس طرح خود اس بڑی آمدنی سے ہاتھ دھوئے ہیں ، جو اس ذریعے سے اس کے خزانے میں داخل ہوتی تھی ۔ جناب والا ! میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ شراب کی بندش سے حکومت کو تیس کروڑ روپے سالانہ کا نقصان ہوا ہے ، تیس کروڑ روپے کی آمدنی سے حکومت نے ہاتھ دھوئے ہیں اور اسی طرح یہ جو گھوڑ دوڑ ہے اس کی وجہ سے بھی کروڑوں روپے کا نقصان حکومت کو ہو گا ۔ یہ حکومت کے خلوص نیت کے اظہار کے لئے کافی ہے کہ وہ کروڑوں کی آمدنی محض اس لئے چھوڑ رہی ہے کہ یہ آمدنی اسلامی نکتہ نظر سے ناجائز ہے ۔ اس بات پر تحسین و آفرین

(Maulana Kausar Niazi)

کی بجائے میرے دوستوں کو جیسا کہ انہیں اس قانون کو پروجیکٹ کرنا چاہئیے تھا ، اس کو ہائی لائیٹ کرنا چاہئیے تھا ، وہ دور ازکار اندیشوں ، انفرادی نقصان اور خاندانی نقصان اور خلوت کے نقصان کے اندر در آئے ۔ حالانکہ یہ ان کا دائرہ کار نہ تھا ۔ انفرادی طور پر قانون شکن لوگ باقی رہیں گے لیکن اجتماعی مظاہروں کو ختم کر دیا گیا ہے ۔ لائسنس اور پرمٹ دے کر جو جرائم ہوتے تھے ، ان کا سد باب کر دیا گیا ۔ یہ کتنی بڑی بات ہے جو کہ حکومت کر رہی ہے ؟ اور جو پہلے کسی حکومت نے نہیں کی اس پر حکومت کی داد و تحسین کرنی چاہئیے تھی اور اس کے لئے بجا طور پر یہ حکومت اور یہ ایوان جو اس قانون کو پاس کر رہا ہے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں ۔

جناب والا ! ایک معزز ممبر نے یہ فرمایا ہے کہ گھوڑ دوڑ اگر جوئے کے بغیر ہو تو اس کے بارے میں کیا نکتہ نظر ہے ؟ میں تعارفی کلمات ہی میں اس پر اظہار خیال کر چکا ہوں کہ جہاں تک گھوڑ دوڑ کا تعلق ہے ، مجرد گھوڑ دوڑ بری چیز نہیں ہے میں اس پر یہ اضافہ کروں گا کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے حکم سے گھوڑدوڑ ہوئی اس کا انگریزی ہارس ریسنگ ہے ۔ گھوڑوں کی دوڑ خود حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانے سے ہوتی تھی میں نے قومی اسمبلی میں یہ بل پیش کرتے ہوئے بتایا تھا کہ گھوڑوں کی مختلف اقسام کے لئے فاصلے تک معین تھے ۔ گھوڑوں کی دوڑ میں کونسا گھوڑا کتنا کم دوڑے گا ، ہم گھوڑے پالنے اور گھوڑ سواری کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں ۔ یہ مسلمانوں کے لئے ایک قابل فخر چیز ہے ۔ قرآن مجید میں گھوڑے کا ذکر ہے ۔ قرآن مجید میں گھوڑے پالنے کا حکم ہے اور میں نے حدیث نبوی کا حوالہ دیتے ہوئے قومی اسمبلی میں بتایا تھا کہ جو شخص جہاد کی نیت سے گھوڑا پالتا ہے کہ میں اسے اچھے راستے پر چلانے کے لئے استعمال کروں گا تو وہ دانہ ، وہ غذا ، وہ خوراک جو اس پر خرچ ہوتی ہے ، یعنی جو گھوڑا پالنے کے لیے کوئی خرچ کرتا ہے ، وہ سب کی سب عبادت میں شمار ہو گی ۔ یہاں تک کہ اس کی جو لید ہو گی ، گھوڑے کی ، اس تک کا وزن ہو گا یہ ساری باتیں میں عرض کر چکا ہوں ۔ ہم گھوڑ دوڑ کے مخالف نہیں ہیں ، لیکن گھوڑ دوڑ پر شرط اور جواء لگانے کی ممانعت کر دی گئی ہے اگر گھوڑ دوڑ کی انجمنیں کوئی ایسی متبادل تجاویز ہمارے سامنے لائیں

جن میں گھوڑ دوڑ بغیر جوئے کے جاری رکھی جا سکے ، انعام کے انداز سے تو ، اس میں حکومت کا کوئی اعتراض نہیں بلکہ پہلے ہی ہم ایسی متبادل تجاویز پر غور کر رہے ہیں ۔ وزارت مذہبی امور اور سپورٹ کمپلیس گھوڑ دوڑ کی انجمنوں کے تعاون سے ایسے متبادل راستوں پر غور کر رہی ہیں جن سے ہم گھوڑ دوڑ کی حوصلہ افزائی کر سکیں ۔ نہ ہم کسی کے روز گار کے درپے ہیں جیسا کہ جناب قاضی صاحب نے فرمایا ، نہ گھوڑوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور نہ اس سے مقصود یہ ہے کہ بطور کھیل بھی گھوڑ دوڑ باقی نہ رہے ۔ البتہ امیر اور غریب کے لئے قانون میں جو الگ الگ پیمانے تھے کہ تاش اگر غریب کھیلتا تھا تو وہ شرط تھی ۔ جواء تھا اور گھوڑ دوڑ پر امیر اگر رقم لگاتا تھا تو اس پر کوئی قدغن نہ تھی ۔ اس فاصلے دو ، اس قدغن کو ختم کر دیا گیا ہے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنے معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ جو متوازن بل ان کے سامنے پیش کیا گیا ہے ، وہ اس کو خوشی کے ساتھ اور پورے جذبے کے ساتھ قبول کریں اور اس کی تائید و حمایت کریں اور اس طرح حکومت نے جس نیک کام کا بیڑہ اٹھایا ہے ، اس میں ممد و معاون بنیں ۔ شکریہ ۔

Mr. Deputy Chairman : I think, we had a lot of discussion.

Now the motion before the House is :

> "That the Bill to provide for the prevention of gambling (The Prevention of Gambling Bill, 1977), as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman : The motion is adopted.

Now, we take up the Bill Clause by Clause. There are no amendments. We can take from Clause 2 to Clause 12, all together.

Now, the question is :

> "That the Clause 2 to Clause 12, all the Clauses form part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman : Clause 2 to Clause 12, all the Clauses, form part, of the Bill.

(Mr. Deputy Chairman)

Now, the last question is :

"That Clause 1, Preamble and Title form part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman : The Clause 1, Preamble and Title form part of the Bill, Now the next Item is Item No. 3. Yes, Maulana Saheb.

Maulana Kausar Niazi : Sir, I beg to move :-

"That the Bill to provide for the prevention of gambling The Prevention of Gambling Bill, 1977), be passed."

(At this stage the Chair was occupied by Mr. Chairman)

Mr. Chairman : The motion moved is

"That the Bill to provide for the prevention of gambling [The Prevention of Gambling Bill, 1977], be passed."

میرے خیال میں اب تقریروں کی تو ضرورت نہیں ۔ کافی تقریں ہو چکی ہیں ۔

جناب فخر زمان : جناب چیئرمین ! میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں ؟

جناب فخر زمان : نہیں جناب میں تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ صرف وزیر صاحب سے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو رسائل میں معمے چھپتے ہیں ، کیا یہ بھی اس ضمن میں آتے ہیں ۔

مولانا کوثر نیازی : جوئے کی ہر قسم اس قانون کی رو سے ممنوع ہے اور وہ خاص طور پر جوئے کی تعریف میں آتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کلبوں میں بھی جواء کھیلا جاتا ہے ، وہ بھی خاص طور پر بین ہے ۔ یہ سوال پہلے بھی اٹھایا گیا تھا ۔ میں عرض کرتا ہوں اور واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی کلب اس مغالطے میں نہ رہے کہ کلبوں میں جواء ہو سکتا ہے ۔

(اس مرحلے پر جناب ولی محمد خان کھڑے ہوئے)

جناب چیئرمین : آپ سوال کرنا چاہتے ہیں یا تقریر ؟

جناب ولی محمد خان : میں وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پشاور ، نوشہرہ یا فرنٹیئر کے قریب ٹرائبل ایریا ہے ، جمرود ہے ،

باڑہ ایجنسی ہے ، تو اکثر لوگ پشاور سے دو تین میل دور جا کر باڑے یا جمرود میں جگہ جگہ جؤا کھیلتے ہیں ۔ تو میں وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ رول بناتے وقت اس چیز کا خیال رکھا جائے اور اس غرض کے لئے کہ لوگ جؤا نہ کھیلیں ، اس سلسلے میں رول بناتے وقت کوئی ایسی شق رکھی جائے تا کہ یہ بل جو ہے ، اس سے مکمل طور پر قبائلی علاقے بھی مستفید ہو سکیں ۔

جناب چیئرمین : یہ فرنٹیئر پر تو حاوی ہوگا لیکن ٹرائیبل ایریا کا اور معاملہ ہے وہاں گورنر بائی سپیشل آرڈر اس کو حاوی کر سکتا ہے جو فیڈرلی ایڈمنسٹرڈ ٹرائیبل ایریا ہے وہاں پر یہ قانون خود بخود حاوی نہیں ہو جاتا ۔ لیکن حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ وہاں یہ حاوی کر دے لیکن رول کے مطابق تو نہیں ہو سکتا ۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! مرکزی حکومت اس کے لئے گورنر کو ہدایت کرے گی کہ وہ ٹرائیبل ایریا میں بھی ان قوانین کا اجراء کرے ۔

جناب لعمت اللہ خان : میں اس کی وضاحت کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ، یہ تو امتحان کا بڑا سخت پرچہ ہے ۔

جناب نعمت اللہ خان : جناب والا ! میرے خیال میں قبائلی علاقے مفت میں بدنام ہیں کیونکہ مجھ سے کئی دوستوں نے سوال کیا ہے کہ وہاں ایک کیسینو بن رہا ہے لیکن یہ بالکل غلط ہے ۔ کیونکہ نہ لنڈی کوتل میں اور نہ باڑے میں کوئی کیسینو بن رہا ہے اور جس نے جؤا کھیلنا ہوگا اس کو باڑے جانے کی ضرورت نہیں ہے ، وہ گھر میں بھی جؤا کھیل سکتا ہے اور جس طرح کئی دفعہ مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ اس قانون سے بھی نہیں ڈرے گا ۔ جنہوں نے جؤا کھیلنا ہوگا انہیں قبائلی علاقے میں جانے کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ دوسرے طریقوں سے بھی جؤا ہو جائے گا لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ قبائلی علاقوں میں جؤا نہیں کھیلا جائے گا اس کے لئے ہمیں گورنر کے آرڈر کی بھی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم انشاء اللہ اپنے جرگوں میں بھی یہ فیصلہ کرا لیں گے اور میں مولانا صاحب کی طرف سے ان کو اپیل کروں گا اور ہم اس قانون کا احترام کریں گے ۔

جناب چیئرمین : چلو ولی محمد صاحب ! اب تو آپ کی تسلی ہو گئی ۔

جناب ولی محمد خان : جیسا کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے اگر اس سلسلے میں گورنر صاحب کے حکم کے ذریعے قبائلی علاقے میں اس چیز پر پابندی لگا دیں تو بہتر ہوگا ۔

جناب چیئرمین : وہ فرما چکے ہیں لیکن میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ بائی رول حاوی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ قانون تمام صوبوں میں تو حاوی ہوگا لیکن جہاں فیڈرلی ایڈمنسٹرڈ ٹرائیبل ایریا ہے وہاں حکومت اس کو بائی سپیشل آرڈر حاوی کر سکتی ہے اور وہ کر لیں گے ۔ وہ تو مولانا صاحب نے فرما دیا ہے ۔ یس میاں محمد اقبال صاحب !

میاں محمد اقبال : جناب چیئرمین ! گزارشات تو بہت کرنی تھیں لیکن چونکہ کافی ۔ ۔ ۔

سردار محمد اسلم : پوائنٹ آف آڈر !

جناب چیئر مین : پوائنٹ آف آرڈر ہے میاں صاحب !

سردار محمد اسلم : جناب موشن پٹ کیا ہوا ہے آپ ہاؤس میں نہیں تھے ، کیونکہ موشن کیا ہوا ہے اور ابھی جواب نہیں آیا تھا کہ درمیان میں آپ تشریف لے آئے تو پہلے اس موشن کا کوئی فیصلہ ہو جائے

جناب چیئرمین : موشن کو پٹ نہیں کیا میں نے صرف ۔ ۔

سزدار محمد اسلم : پٹ کرکے گئے تھے جناب ڈپٹی چیئرمین ۔

جناب چیئرمین : میں نے ریڈ آؤٹ کر دیا کوئسچن تو اب پٹ ہوگا ۔ میری گزارش تو سمجھیں کیونکہ جب ریڈ آؤٹ ہوا تو میں نے مولانا صاحب سے پوچھا کہ آپ کوئی تقریر کریں گے ؟ آپ کچھ فرمائیں گے ؟ تو انہوں نے کہا ” کچھ نہیں “ تو اتنے میں ولی محمد صاحب نے یا فخر زمان صاحب نے کہا کہ میں کچھ مولانا صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ فلاں پر یہ حاوی ہوگا تو انہوں نے جواب دے دیا پھر ولی محمد صاحب نے کہا کہ ٹرائیبل ایریا پر بھی حاوی ہوگا کیونکہ وہ وضاحت کے لئے دریافت کرنا چاہتے تھے اور یہ سب کچھ میری سپیشل پرمشن سے ہوا ۔ کوئی بحث کی تو میں نے اجازت نہیں دی ۔

سردار محمد اسلم : مجھے اور تو کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ ڈپٹی چیئرمین صاحت سیکشن ۲۸ تک پٹ کر کے گئے تھے اور سیکنڈ ریڈنگ میں اس درمیان آپ تشریف لے آئے ۔

جناب چیئرمین : یہ تو مجھے پتہ ہے کہ موشن ختم ہوگیا تھا اور کلاز ون اور پری ایمبل تک آ گئے تھے ۔ ٹھیک ہے ۔

سردار محمد اسلم : ٹھیک ہے ، پھر چلتا رہے ۔

جناب چیئرمین : نہیں وہ پری ایمبل اور کلاز ون تک آ گئے تھے اور سیکنڈ ریڈنگ ختم ہونے کے بعد تھرڈ ریڈنگ کے لیے موشن پٹ تھا ، ٹھیک ہے ؟

جناب سید عبدالمالک ، بل کی تیسری ریڈنگ ہے اور موشن ہاؤس میں پٹ کیا ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین : پٹ کیا ہے ، میاں صاحب آپ کیا فرما رہے تھے ؟

میاں محمد اقبال : مولانا صاحب نے اپنی تقریر کے دوران سٹہ کا لفظ استعمال کیا تھا اور چونکہ بل ہمیں اسی دن ٹیبل پر ملتا ہے تو شاید میں غور سے پڑھ نہیں سکا ہوں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ مولانا صاحب اس سلسلے میں وضاحت کریں کہ اس سٹے کا ذکر ہے یا نہیں ؟

جناب چیئرمین : سٹے کا ذکر ہے یا نہیں ؟

میاں محمد اقبال : مولانا نے اس کا اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے ۔

مولانا کوثر نیازی : میں تو بتا چکا ہوں ، وہ پڑھ لیں ۔

میاں محمد اقبال : میرا خیال یہ نہیں تھا اور میں نے سوال اس طریقے سے کیا تھا کیونکہ میں واضح طور پر یہ نہیں کہنا چاہتا تھا کہ میں نے نہیں دیکھا ہے اور سوال پوچھا ہے کیونکہ میں نے پڑھا ہے اور مجھے نہیں ملا ہے تو میں اس لئے کہنا چاہتا ہوں کہ مولانا اس کی وضاحت کریں یہ لفظ کہاں پر ہے ؟

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! یہ تعریف میں ہے اس کی تعریف میں سیکشن ۲ (بی) میں ہے ۔

"Definition, Clause (b) :

> "Gaming includes wagery or betting, including a wager or bet made in respect of any horse........."

(Maulana Kausar Niazi)

اس کے اندر سٹہ بھی آ جاتا ہے اور رول بناتے وقت ہم اس کو اور واضح کر دیں گے ۔

جناب چیئرمین : میاں صاحب ! بس آپ کی تسلی ہو گئی ؟

میاں محمد اقبال : میری کم علمی کی وجہ سے میری تو تسلی نہیں ہوئی ہے اگر ایوان کی ہوئی ہے تو ٹھیک ہے ، مجھے تسلیم ہے ۔

جناب چیئرمین : ایوان کی تو ہو گئی ہے ۔

میاں محمد اقبال : اس لئے سوال میں نے کیا ہے ۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب نے فرما دیا ہے ۔ کہ تعریف کلازبی میں ہے ۔

"Gaming includes wagery or betting......

تو اس میں سٹہ بھی آ جاتا ہے اور پھر مزید انہوں نے کہا کہ رول بناتے وقت ہم زیادہ واضح کر دیں گے کہ سٹہ بھی اس میں آ جائے گا ۔ اور کوئی ممبر صاحب تقریر تو نہیں کرنا چاہتے ؟ تو میں کوئیسچن پٹ کرتا ہوں ۔

Now, the question is :

> "That the Bill to provide for the prevention of gambling [The Prevention of Gambling Bill, 1977], be passed."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : The Bill is passed unanimously.

Yes, Mr. Hamid Raza Gilani.

THE PRICE CONTROL AND PREVENTION OF PROFITEERING AND HOARDING BILL, 1977

Syed Hamid Raza Gilani (Minister for Industries) : Mr. Chairman Sir, I beg to move :

> "That the Bill to provide for price control and prevention of profiteering and hoarding [The Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding Bill, 1977], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Chairman : Yes, the motion made is :

> "That Bill to provide for price control and prevention of profiteering and hoarding [The Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding Bill, 1977], as passed by the National Assembly, be taken into codsideration."

سردار محمد اسلم : جناب والا ! ایک گزارش ہے کہ موشن موو کر دیں لیکن اس بل پر بحث کل شروع کی جائے کیونکہ یہ آج ختم نہیں ہوگا اور آج شام کو اجلاس بھی ہے اور کل ہمارے پاس کوئی بزنس بھی نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : بزنس آ جائے گا ۔ میرے خیال میں فرسٹ ریڈنگ شروع کر دیں ۔

سردار محمد اسلم : نہیں جناب کل کوئی بزنس نہیں ہے اور شام کو آٹھ بجے اجلاس بھی شروع ہو رہا ہے اس امنڈ منٹ کے لئے ۔

جناب چیئرمین : آپ کو مجھ سے زیادہ علم ہے ؟

سردار محمد اسلم : لاء منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ کل جو امنڈمنٹ ہونی تھی وہ آج شام کو ہو رہی ہے اور کل کوئی بزنس نہیں ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک اہم بل ہے اور اس پر کافی دوست تقریر کریں گے تو اس کو کل پر رکھیں ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں بہتر یہ ہوگا کہ فرسٹ ریڈنگ ختم کر لیں ۔

سردار محمد اسلم : جس طرح حکم کریں ۔

جناب چیئرمین : اور بقایا جو ہے ۔

سردار محمد اسلم : جناب والا ! فرسٹ ریڈنگ ختم کرنی ہے تو بل ہی پاس کر دیں ایک منٹ اور بیٹھ جائیں گے تو بل پاس ہو جائے گا ، فرسٹ ریڈنگ کے بعد تو کوئی ٹائم نہیں لگتا ۔

Syed Hamid Raza Gilani : With your permission, I would just submit, Sir, that this Bill is no doubt very important. Actually, it is the necessity of time which has enabled us to bring this Bill before the Parliament. The National Assembly in its wisdom passed it unanimously,

(Syed Hamid Raza Gilani)

and I believe that considering the importance of the Bill, if the Senate also deems it fit, it may pass it today, for which I shall be very grateful. The point of urgency is that this Bill envisages the constitution of a Board and putting into operation the various laws that have been approved by the National Assembly, and the time is such that the sooner we do it the better it would be. It would be conducive to the purposes of the Bill. That is my only submission.

Mr. Chairman : I quite appreciate your anxiety. I share your anxiety. I think, we better take up the Bill, and continue with the first motion, and the second reading may be taken up in the evening, but if you leave the entire thing now and postpone it till evening sitting, then you may have to sit till midnight, mind that. Now, it is for you to decide.

قاضی فیض الحق : جناب چیئرمین ! اصل میں مقصد یہ تھا کہ چونکہ یہ بل بہت اہم بل ہے اور ہمیں اس کے مطالعہ کا وقت نہیں ملا اس لئے اگر اس کو کل پر رکھ لیں تو ہم مطالعہ بھی کر لیں گے ۔

جناب چیئرمین : آج شام کو اجلاس ہو رہا ہے ۔

قاضی فیض الحق : اگر کل رکھ لیں تو ہم اس کی سٹڈی کر لیں گے ۔

Syed Hamid Raza Gilani : I shall have no objection. Let it be taken up tomorrow, because this evening we have a session of the National Assembly. So, we can take it up tomorrow.

Mr. Chairmen : No, no, but there is another information conveyed by Sardar Mohammad Aslam that we are also having another session in the evening.

راؤ عبدالستار (قائد ایوان) : جناب والا ! متعلقہ وزیر صاحب کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اور ایوان کی بھی یہی مرضی ہے ۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ اسے کل پر رکھ لیں ۔

جناب چیئرمین : آپ کو معلوم ہے کہ شام کو اجلاس ہے جس کے متعلق وزیر قانون صاحب نے بھی کہا ہے اور سردار صاحب نے بھی کہا ہے اور کس مقصد کے لئے ہے ۔

(مداخلت)

مولانا عبدالحکیم : جناب والا ! شام کا اجلاس ترمیمی بل کے لئے ہو گا اس لئے اسے کل ہی رکھ لیں ۔

جناب چیئرمین : اس میں کوئی حرج تو نہیں ہو گا ۔

جناب راؤ عبدالستار : جناب والا ! اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہ اجلاس ترمیم کے لئے ہو گا کل کے لئے کوئی بزنس بھی نہیں ہے اس لئے بہتر ہو گا کہ اس کو کل لے لیں اس طرح معزز اراکین کو بل کے مطالعہ کا بھی وقت مل جائے گا ۔

جناب چیئرمین : مطالعہ بھی کر لیں گے اور ترامیم بھی لے آئیں گے ۔

All right. Firsr we meet in the evening, and then we meet for this Bill tomorrow. You do not mind? Should it be postponed?

Syed Hamid Raza Gilani : I do not mind. It is all right.

Mr. Chairman : So, this Bill moved by Mr. Hamid Raza Gilani will be taken up tomorrow. We meet at 9.30 a.m. tomorrow?

Sardar Mohammad Aslam : Ten, O' clock, Sir.

جناب والا ! ممکن ہے کہ رات کو دیر سے فارغ ہوں اور دس گیارہ بج جائیں ۔

جناب چیئرمین : یہ کس نے کہا ہے کہ ساڑھے نو بجے دیر ہو جاتی ہے ۔

میاں محمد اقبال : ساڑھے نو بجے سے زیادہ دیر بعد اجلاس شروع نہیں ہونا چاہیئے ۔ آج کل گرمیاں ہیں اور سورج کافی نکل چکا ہوتا ہے ۔

Mr. Chariman : So, we meet tonight at 8.00 p.m. There will be two meetings two sittings. First this evening and the other tomorrow.

So, the House stands adjourned to meet again tonight at 8.00 p.m. and we again meet tomorrow at 9.30 a.m. to consider this Bill.

The Senate adjourned to meet again at 8.00 p.m.

The Senate of Pakistan reassembled in the second sitting at 8.00 p.m.

Mr. Chairman : Gentlemen, there is a message from the National Assembly Secretariat addressed to the Senate Secretariat.

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY *RE*: ADOPTION OF THE CONSTITUTION (SEVENTH AMENDMENT) BILL, 1977

Mr. Chairman : It reads :

> "In pursuance of rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977, on the 16th May. A copy of the Bill is transmitted herewith. Kindly acknowledge receipt."

Now we take up Legislative Business. There is only one Constitution amendment before the House. There is no other business to be transacted this evening. Let us, gentlemen, make good use of the time, because the Minister concerned is not here. We should do something useful in the meantime. I will just briefly describe the procedure in case of a Bill for the amendment of the Constitution, as is at present before you.

PROCEDURE TO BE FOLLOWED FOR THE ADOPTION OF THE CONSTITUTION AMENDMENT BILL

Mr. Chairman : As in other Bills there are three stages in the Constitution amendment Bill also: first reading is consideration, second is clause by clause consideration and the third is the passage of the Bill. In the first, the motion for the consideration of the Bill is moved, and there will be general discussion over it. On the conclusion of the discussion the question will be put to the House as in any other Bill.

Then we take up second reading of the Bill. In the second reading of the Bill we take clause by clause discussion, and then each clause is first moved, and I put the question. When the question is put to the House, Members are required to rise in their seats, with regard to every clause, each time. You will kindly make a note of it that you have to rise in your seats, and it is carried by the majority of the total membership of the House, which means 32 Members.

Then, we come to the third reading which is preceded by motion for the passage of the Bill. After discussion, if any, on the Bill, the question will be put, and after that, Division will take place. Then, I will ask the office that bells should be rung for two minutes, and during these two minutes any Member, if he happens to be away from the House, will come back and occupy his seat. I will again put the question for the passage of the Bill. The voting will be by Division. Ayes will go to my right and Noes to my left. After the Division is taken, the Teller will bring the result to the Secretary. He will count the votes, and then he will show it to me. I will announce the result. If majority of the total membership is in favour of the passage of the Bill, will be passed. This is, in short, the procedure in the case of Constitution amendment Bill.

So, Mr. Law Minister, will you pilot this Bill or Mr. Abdul Hafeez Pirzada ? I do not know for certain.

THE CONSTITUTION (SEVENTH AMENDMENT) BILL, 1977

Mr. S. M. Masud : Mr. Chairman, Sir, I beg to more :

> "That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Mr. Chairman : The motion made is :

> "That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977], as passed by the National Aessmbly, be taken into consideration."

جناب ایس ایم مسعود : جناب والا ! میں آج پاکستان کی تاریخ کے ایک اہم موڑ پر اس ایوان کے سامنے کھڑا ہوا آئین کی ساتویں ترمیم کا بل پیش کر رہا ہوں اور اس کا پس منظر اور وہ ضروریات جن کی وجہ سے آئین میں اس ترمیم کی ضرورت پیش آئی ہے، وہ ساری قوم کے سامنے ہے اور آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کی تیس سالہ تاریخ میں ہماری قوم پر نہایت نازک دور بھی آئے اور ان نازک ادوار میں سے ایک نازک دور کہ جب سے پاکستان میں الیکشن ہوئے ہیں اور قوم جس انداز سے ایک بڑے سنگین بحران کا سامنا کر رہی ہے، یہ بھی شاید اس ملک کی تاریخ میں ایک نہایت اہم باب کے طور پر لکھا جائے گا۔

جناب والا ! اس ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک سیاسی جماعت نے اور ایک سویلین حکومت نے اپنے دور اقتدار میں عام انتخابات کرائے اور انتخابات کرانا ترقی پذیر ملکوں کے لیے کوئی معمولی کام نہیں ہوتا اور ترقی پذیر ملکوں کی یہ ایک بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ ان کے بے پناہ مسائل جن سے یہ قومیں دو چار ہوتی ہیں، ان میں ان کی حالت ایک ایسی مچھلی کی طرح ہوتی ہے جو جال میں پھنسی ہوئی تڑپ تڑپ کر آزاد ہو کر پانی میں جانا چاہتی ہے لیکن کوئی مچھیرا اس جال میں پھنسی ہوئی مچھلی کی زندگی کے درپے ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ جال ٹوٹ جائے اور وہ مچھلی اپنی زندگی بچا سکے لیکن اگر جال مضبوط ہے تو وہ قومیں تڑپ تڑپ کر اس جال کے اندر پھنسی رہتی ہیں اور ان کے لیے اپنی آزادی کو بچانا ایک نہایت مشکل کام نظر آتا ہے۔ اس تیس سال کی تاریخ میں ہماری قوم نے جو بحران

(Mr. S. M. Masud)

دیکھے ، ان میں ۱۹۷۱ء کا بحران آپ کے سامنے ہے اور کہا جاتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور ۷۷ء میں میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں وہ تاریخ جو ۷۱ء کے واقعات میں ہمیں درپیش ہوئی ، آج اس تاریخ یا اس ڈرامے کو اس ملک میں دہرانے کی دوبارہ کوشش کی جا رہی ہے ۔ لیکن وہ قومیں یا وہ قائد جو تاریخ سے بخوبی واقف ہیں اور جو جانتے ہیں کہ تاریخ میں یہ عمل کیوں ظہور میں آیا ، وہ ان عوامل کو سمجھتے ہوئے جن کی بنیاد پر تاریخی عمل کسی قوم کے سامنے ہوتا ہے ، اس کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ تاریخ اپنے آپ کو نہ دہراسکے ۔ آج آپ دیکھ لیجئے کہ اس ملک میں کیا ہوا اور ۷۱ء میں کیا ہوا تھا ؟ ہر وہ چیز ، ہر وہ انداز اور ہر وہ ایجی ٹیشن کا ہتھیار اس ملک میں برتا گیا جو ۷۱ء میں اس ملک کی تاریخ میں اس وقت کی سیاسی جماعت اور اس وقت کے راہنما نے برتا تھا اور آج اس ملک میں وہی واقعات دہرانے اور وہی ہتکنڈے برتنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ مغربی پاکستان جس کو ہم نے قائداعظم کی میراث کے طور پر سنبھالے رکھا ، اس کو پھر ٹکڑے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ لیکن ۱۹۷۱ء میں اور ۱۹۷۷ء میں ایک بڑا نمایاں فرق ہے کیونکہ آج اس ملک میں ایک ایسی سیاسی جماعت اور ایک ایسا قائد جو کہ تاریخ کو سمجھتا ہے اور تاریخ کو جانتا ہے اور جو ان بڑی قوموں کے ہتکنڈوں سے واقف ہے اور جو جانتا ہے کہ اپنی قوم کو اس منجدھار سے ، اس بحران سے کس طرح سے نکال کر لے جانا ہے ، تو اس سلسلے میں آج اس بل کے اندر جو تجاویز یا جو دفعات ہم نے آئین کو تبدیل کرنے کے لئے اس بل کے ذریعے اس ایوان کے سامنے پیش کی ہیں ، ان میں پہلی دفعہ جو ہے وہ اپنی جگہ ایک اہم دفعہ ہے وہ فیصلہ جو قائد عوام نے نیشنل اسمبلی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اپنی قوم سے کیا تھا کہ آج سے اپوزیشن سے سیاسی مصالحت کی ضرورت نہیں آج سے اپوزیشن سے کسی قسم کے سمجھوتے کی ضرورت نہیں کیونکہ قائد عوام نے اپنی طرف بے حد کوشش کی کہ کسی طرح اس ملک میں اس سیاسی بحران کا ایک حل نکل آئے ، لیکن جب انہیں سیاسی حل تلاش کرنے اور سیاسی سمجھوتہ کرنے میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے بجائے اس کے کہ وہ اس بحران میں اپنی قوم کو اور آگے لے جاتے ، انہوں

نے قوم کے سامنے جانے کا فیصلہ کیا اور آج اس بل کی کلاز دو میں آپ نے دیکھا ہے کہ قائد عوام نے جو پاکستان کے وزیر اعظم بھی ہیں انہوں نے ووٹ آف کانفیڈینس کے لئے اپنی قوم کے پاس جانے کے لئے اس آئین کے ذریعے ترمیمی بل اس ہاؤس میں رکھا ۔ اور قوم سے فیصلہ حاصل کرنا ضروری سمجھا ۔

جناب والا ! یہ ریفرنڈم جو کلاز دو کے تحت قائد عوام وزیر اعظم قوم سے ووٹ آف کانفیڈینس حاصل کرنا چاہتے ہیں ، اس کی تاریخ بہت پرانی ہے کیونکہ ریفرنڈم کوئی آج سے نہیں ، یہ یونانیوں اور رومیوں کے دور سے چلا آرہا ہے اور مختلف قوموں اور مختلف وقتوں میں ہوتا چلا آیا ہے ۔ فرانس کی تاریخ اس سے بھری پڑی ہے سوئیٹزرلینڈ کی تاریخ بھری پڑی ہے اس لئے اپنے آئین اور قانون کے تقاضوں کو پورا کرکے قوم کے سامنے ریفرنڈم کے لئے جایا جا سکتا ہے اور اسی طرح امریکہ کی ریاستوں میں بھی ریفرنڈم کی گنجائش موجود ہے ، آسٹریلیا میں کئی دفعہ آئینی مسائل کو حل کرنے کے لیے ریفرنڈم کرایا گیا اور آسٹریلیا میں اسی طرح پروھیبیشن آف انٹا کسی کیٹنگ لکیر پر انہوں نے اپنی قوم کے سامنے ریفرنڈم کرایا جناب والا ! آج ہم اس ملک کے سامنے جو تجویز رکھ رہے ہیں وہ اس ملک کی تاریخ کے لئے کوئی نئی نہیں ہے کیونکہ ۱۹۶۲ء کے قانون میں اور آئین میں یہ ریفرنڈم کی پرویژن موجود تھی اور اس کے علاوہ پاکستان اسٹیچوٹ بک میں ۶۴ء کا ریفرنڈم ایکٹ بھی موجود تھا جو بعد میں ایک آرڈیننس کے ذریعے کالعدم قرار دیا گیا ۔ جناب والا ! یہ ریفرنڈم ایکٹ ۶۴ء کا آرڈیننس نمبر ۱۳ بابت ۱۹۷۴ء کے ذریعے رپیل کیا گیا ۔ لیکن آج ہمیں پھر یہ ضرورت پیش آئی کہ ہم آئین میں ترمیم کرکے وزیر اعظم بھٹو جو قوم کے چنے ہوئے نمائندے ہیں اور جنہیں قومی اسمبلی نے وزیر اعظم چنا ہے ، ان کو دوبارہ قوم کے سامنے ریفرینڈم کی صورت میں ووٹ آف کانفیڈینس حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی ۔ لیکن میں ایک بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں آئین میں کوئی مستقل دفعہ کے طور پر ہم نہیں رکھ رہے ہیں ۔ اس کی معیاد تیس ستمبر کو ختم ہو جائے گی اور ریفرنڈم کمیشن جو اس قانون کے ذریعے بعد میں ہم تشکیل کرینگے ، وہ ریفرنڈم کمیشن جو میں سمجھتا ہوں کہ جس پر قوم کو اعتبار ہو اور اس کو اپنے اختیارات دیئے جائیں کہ لوک محسوس کریں کہ ریفرنڈم کمیشن ایک بااختیار ادارہ ہے اور اس کے ذریعے ہم اس ملک میں ریفرینڈم کرانے کی کوشش کریں گے ،

(Mr. S. M. Masud)

لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ یہ مستقل طور پر یہ چیز آئین میں نہیں رکھی جا رہی ہے کیونکہ یہ تیس ستمبر کو اس کے نتائج کے بعد خود بخود ختم ہوجائے گی اور مجھے پورا یقین ہے کہ اس ریفرنڈم کے ذریعے وزیر اعظم نہ صرف اپنی قوم سے کامیاب ہونگے اور ملک کی کشتی کو اس بحران سے نکالنے میں کامیاب ہو جائینگے کیونکہ اگر قوم کا فیصلہ ان کے حق میں ہوتا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیاسی بحران جو اقلیتی جاعتوں نے اس ملک میں پیدا کیا ہے ، اس کی وجہ جواز ختم ہو جائے گی اور پھر اس قائد کو اپنی پالیسوں کے مطابق اس ملک کو چلانا آسان ہو جائے گا اور عوام کی رائے جو نہایت اہم ہوا کرتی ہے ارر جو نہایت ضروری ہوا کرتی ہے وہ بھی معلوم ہو جائے گی ۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ جناب والا ! جن لوگوں نے ہمیں منتخب کرکے اس ایوان میں بھیجا ہے ، ہم ان کے اعتماد کو اسی طرح بحال رکھتے ہیں ۔ کیونکہ ضروری نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر انہوں نے ووٹ دئے ہیں ، کل وہ شخص جو اس پارلیمنٹ کا نمائندہ بن کر آتا ہے ، وہ اس میں ان پالیسیوں کو چلانے میں کامیاب ہوتا ہے جس کو اس جگہ کے لئے صحیح ووٹرز نے منتخب کیا ہو ، لیکن اب اس کا مزید اعتماد عوام کے پاس سے ووٹ آف کنفیڈینس کی صورت میں ہمیں ملے گا اور جناب والا ! اسکو الیکشن بھی نہین سمجھنا چاہیے کہ یہ کوئی ملک کے اندر الیکشن ہورہے ہیں ۔ جنرل الیکشن کے ذریعے عوام نے اپنے منتخب نمائندے صوبائی اسمبلیوں میں بھیجے ہیں ، قومی اسمبلی میں بھیجے ہیں اور ان نمائندوں کے ذریعے سینیٹ کے ارکان آج اس ایوان میں موجود ہیں یہ جنرل الیکشن میں قوم نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود اس ریفرنڈم کے ذایعے قوم سے وہ وزیر اعظم جو پہلے ہی ان کا چنا ہوا ہے ، آئینی وزیر اعظم ہے ، وہ اپنے لئے دوبارہ ووٹ آف کنفیڈینس حاصل کررہے ہیں ، اس لئے اس کو جنرل الیکشن کے طور پر بھی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس کو ووٹ آف کنفیڈینس کی حیثیت سے سمجھنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ دیکھیں گے کہ اس وقت قائد نے اپنے آپ کو ، اپنی قوم پر سٹیک پر لگا کر ، اپنی قربانی دے کے اس ریفرنڈم کے ذریعے ایک مستقل جمہوری ادارے کو بچانے کے لئے اور جمہوری کردار کو آگے لے جانے کے لئے ، یہ قدم

اٹھایا ہے کہ اگر قوم کا فیصلہ اس ریفرینڈم کے ذریعے ان کے خلاف ہوگا تو پھر اس کلاز کے تحت خود بخود وزیر اعظم اس آرٹیکل ۹۴ کے تحت مستعفی سمجھے جائیں گے۔ جناب والا ! میں یہاں پر روسو کا ایک قول آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ریفرنڈم کے متعلق شاید کسی اور شخص نے ایسی بات کہی ہو جو ریفرنڈم کے لئے وجہ جواز بھی بن سکتی ہے اور شاید اس ریفرنڈم کے نتائج سے میں کہوں گا کہ اگر ملک میں استحکام پیدا ہوتا ہے ، اور ملک کے عوام اپنا درست فیصلہ دیتے ہیں تو جو نتائج نکلیں گے ، وہ اس قوم کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے ۔ جناب والا ! روسو نے اپنی کتاب میں لکھا ہے ۔

> "The happiest people were a company of peasants sitting under the shade of an oak tree, considering the affairs of a nation with a degree of wisdom and equity that do honour to human nature."

مجھے یقین ہے اور آپ دیکھیں کہ عوام جو فیصلہ ان پر اس آئین کے ذریعے کریں گے وہ قوم کے مستقبل کے لئے ، یہاں کے باشندوں کے لئے سنہری حروف میں لکھا جائے گا اور ان کا یہ مستقبل تابناک ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ریفرنڈم اس کی نشاندھی کرے گا ۔

جناب والا ! تیسری کلاز کے ذریعے جو ترمیم کی جارہی ہے وہ ترمیم بھی عارضی نوعیت کی ہے ، اس سے قبل آئین کے آرٹیکل ۱۰۱ کے تحت جنرل الیکشن کے بعد صرف انہی لوگوں کو بطور گورنر تعین کیا جا سکتا ہے جو اس علاقے یا اس صوبے کے رہنے والے نہ ہوں ما سوائے اگر کسی صوبے میں گورنر راج کے طور پر تمام اختیارات گورنر کو دئے ہوں تو اس صورت میں گورنر اسی صوبے کا مقرر ہوسکتا ہے۔ لیکن اب جب تک ایمرجنسی کا قانون اس ملک نافذ ہے میں ایمرجنسی نافذ رہے گی اس وقت یہ بھی ترمیم کی گئی ہے کہ اس وقت ہنگامی حالات میں اگر ضرورت پڑی تو اس صوبے کا رہنے والا شہری بھی اس صوبے کا گورنر بن سکے گا ، یہ اس لیے کہ جب جمہوری ادارے صحیح طور پر چل رہے ہوں تو اس وقت محسوس کیا جاتا تھا کہ ایک صوبے کا شہری دوسرے صوبے میں بطور گورنر ، کام کرسکتا تھا لیکن اس ہنگامی دور میں جس سے آج ہم گزر رہے ہیں یہ کلاز ہم رکھنا چاہتے ہیں کہ گورنر اسی صوبے کا ہوگا جس میں اس کا تعین کیا جائے گا - یہ ترمیم پہلے بھی ایک صورت میں موجود تھی۔

(Mr. S. M. Masud)

جناب والا ! تیسری ترمیم جو اس بل کے ذریعے کی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان آرمڈ فورسز اگر سول انتظامیہ کی آرٹیکل ۲۴۵ کے تحت امداد کر رہی ہوں تو وہاں پر ایسے کسی حکم کی جو فیڈرل گورنمنٹ یا مرکزی حکومت نے جاری کیا ہو ، اس کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا ہے اور دوسرے ہائی کورٹ کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت اختیارات کو صرف ان علاقوں تک جہاں آرمڈ فورسز امداد کر رہی ہوں ، وہاں پر ان کے اختیارات کو اس وقت تک کے لئے معطل کیا گیا ہے ، جناب والا ! جو پروسیڈنگ پہلی دو سب کلازز میں درج کی گئی ہیں ، اس میں یہ جو سول پاورز کے مقدمات چل رہے ہیں ، اس وقت تک معطل رہیں گے جب تک کہ آرمڈ فورسز سول انتظامیہ کی امداد کر رہی ہوں ۔ دوسری ترمیم جس کے ذریعے گورنر اس صوبے سے بھی مقرر کئے جا سکتے ہوں جہاں کے وہ رہنے والے ہوں، جب تک کہ ملک میں ایمرجنسی کا قانون لاگو ہے ۔ تیسری ترمیم جو کی گئی ہے اس کے ذریعے ہم نے عدالتوں کے اختیارات سسپنڈ کئے ہیں جب تک کہ آرمڈ فورسز سول انتظامیہ کی امداد کررہی ہوں ۔ یہ جناب والا ! اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان بہادر افواج ، جو میں سمجھتا ہوں کہ محب وطن ہیں ، کو اس قسم کی تنقید جو ان کے فیصلوں کو سول کورٹس میں چیلنج کرنے سے پیدا ہوگی ، جو بحث مباحثہ سے پیدا ہوگی ، اس سے بچایا جائے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ اختیارات ان عدالتوں کو حاصل نہ ہوں ۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مارشل لاء احکام کی بھی آرمی ایکٹ کے تحت عدالتیں ہوں اور ساتھ ساتھ سول انتظامیہ کی عدالتیں بھی چل رہی ہوں تو یہ ایک کنٹراڈکشن ہے ، اسلئے ہم نے اس بل کے ذریعے اس کنٹراڈکشن کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے ۔ وہ بھی اس وقت تک جب تک کہ یہ حالات ملک میں موجود ہیں ۔ جب حالات ٹھیک ہوجائیں گے تو یہ ترمیم خود بخود ختم ہو جائے گی ۔ مجھے امید ہے کہ معزز ایوان اس بل کی بھی اسی طرح حمایت کرے گا ، جس طرح قومی اسمبلی نے اس کی حمایت کی ہے اور منظوری دی ہے ۔

Mr. Chairman : Thanks. Before I give the floor to any Members, I would like the honourable Members to send me in writing the names of those who want to speak and participate in the debate. They should send their names, so that I may know the number of the speakers, and after that I may fix the time-limit, so that we may be able to conclude the whole thing this night. So, you don't mind if you kindly send your names. In the mean time, I will give the floor to Miss Asifa Farooqi.

مس آصفہ فاروقی : جناب چیئرمین ! دنیا کے تمام ممالک کے دساتیر میں اتنی گنجائش ضرور ہوتی ہے کہ اپنے ملکی حالات کے مطابق جب بھی اس میں ترمیم کرنے کا موقع آئے تو اس میں ترمیم کی جا سکے ۔ ہمارے ملک کا آئین بھی کچھ اس قسم کا ہے ۔ کیونکہ تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ جن ممالک کے آئین لچک دار نہیں ہیں ، ان کا مستقبل تاریک ہوتا ہے ۔ جناب والا ! موجودہ ملکی بحران جس کا سامنا پاکستانی قوم کو کرنا پڑ رہا ہے ، پولیٹیکل سائنس کا طالب علم جانتا ہے کہ اس بحران کا واحد حل یہی آئینی ترمیم ہے ، جو آج اس ایوان میں پیش کی گئی ہے ۔ یعنی ریفرینڈم کے ذریعے وزیر اعظم پاکستان کو ٹھیک دو ماہ قبل الیکشن میں جیت کر آنے کے بعد دوبارہ پاکستانی عوام کے پاس جانا کہ آیا یہ مخالف جماعتیں جو آج یہ نعرہ لگاتی ہیں کہ عوام بھٹو کو پسند نہیں کرتے وہ اس کرسی پر کسی اور کو دیکھنا چاہتے ہیں ، کیا یہ حقیقت پر مبنی باتیں ہیں یا غلط حقائق بیان کئے جاتے ہیں ۔

جناب والا ! وزیر اعظم پاکستان نے ریفرنڈم کا یہ طریقہ قوم کے سامنے پیش کر کے ملک کو ایک خاص قسم کی اندرونی اور بیرونی سازش سے بچا لیا ہے ۔ ملک میں ہی غیر ملکی ایجنٹ اور ملک دشمن عناصر جو اس ملک کو ختم کرنے کے درپے تھے وہ روز کوئی نہ کوئی ایسا ہوا بنا کر قوم کے سامنے پیش کئے رکھتے تھے جس سے کہ عام پاکستانی اپنے آپ کو محفوظ محسوس نہیں کر رہا تھا ہمارے قائد عوام ، عوام کے اور غریبوں کے ووٹوں سے بر سر اقتدار آئے ہیں ۔ جناب والا ! جمہوری حکومتیں ہمیشہ اس قسم کے بحرانوں کو ختم کرنے کے لئے کوئی ایسا راستہ ڈھونڈا کرتی ہیں جس کو ہر شخص اور ہر شہری پسند کرے ۔ وزیر اعظم پاکستان نے نہ تو قومی اسمبلی توڑنے کی تجویز کو صحیح تسلیم کیا اور نہ ہی صوبائی اسمبلیوں کے توڑنے کی تجویز کو ۔ انہوں نے اپنے آپ کو ہی عوام کے رو برو عوام کی عدالت میں دوبارہ پیش کر دیا ۔ ورنہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ ایسی پارٹی کا وزیر اعظم جو ٹھیک دو ماہ قبل غریبوں سے ، مزدوروں سے ، کسانوں سے ، دانشوروں سے ووٹ لے کر بر سر اقتدار آئی ہو ، اس کا قائد وزیر اعظم پاکستان منتخب ہوا ہو اور جس کو عوام کی اکثریت نے آئینی ، سیاسی‘ جمہوری اور قانونی طریقے سے صحیح اور منتخب شدہ وزیر اعظم تسلیم کیا ہو اس کو دوبارہ اپنے عوام کے سامنے پیش ہونا

(Miss Asifa Farooqi)

پڑے ۔ مگر قوموں کی تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ اگر ڈیگال جیسی شخصیت اپنے ملک کو بچانے کے لیے دوبارہ عوام پر فیصلہ چھوڑ سکتی ہے تو ہمارے قائد نے بھی یہ مناسب سمجھا کہ اس وقت اس ملک کو بچانا ان کا سب سے اولین فرض ہے جناب والا ! ہماری قوم ۲۷ سال سے کشمیریوں کے لیے ریفرنڈم کرانے کی تجویز پیش کر رہی ہے اور مخالف جماعتیں اگر آج ریفرنڈم کی مخالفت کرتی ہیں تو وہ ہمارے کشمیری بھائیوں کے بھی خلاف ہیں ، جن کو ہم آزادی دلانا چاہتے ہیں اور اگر آج بھی قائد ان گلیوں میں پہنچے تو وہ یہی نعرہ لگاتے گلیوں میں نکل آئیں گے ”روکھی سوکھی کھائیں گے بھٹو کو بنائیں گے“ جناب والا ! ہمارے قائد نے بالکل حقیقت پر مبنی فیصلہ کیا ہے ۔ وزیر اعظم نے یہ فیصلہ عوام پر چھوڑ دیا ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ کی ضرورت نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا قائد دوبارہ عوام کی عدالت سے سرخرو ہو کر اس وزیر اعظم کی کرسی پر آئے گا اور ان لوگوں کو دکھا دے گا کہ ان کی یہ جو باتیں تھیں یہ کس قدر غلط تھیں ۔ بیرونی ممالک کے ریڈیو سٹیشن اس قوم کے خلاف جو زہر اگل رہے ہیں ، وہ بالکل غلط تھا ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ ہمارے وزیر اعظم صاحب اس قوم کو در پیش مسائل سے بچانے کے لئے کر بھی کیا سکتے تھے ؟ مجھے حالیہ جائنٹ سٹنگ والی عزیز احمد صاحب کی تقریر یاد ہے ، اس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر قائد عوام اس وقت ریفرنڈم کا اعلان نہ فرماتے تو اس میں کوئی شک و شبہ کی بات نہیں تھی کہ اس ملک کی سلامتی کو خطرہ درپیش ہو جاتا ۔ جناب چیئرمین ! یہ بات بالکل صحیح ہے کیونکہ اس قسم کے حالات پیدا کر دیئے گئے تھے ۔ غنڈہ گردی اور دہشت گردی کے ذریعہ اقتدار کو زبردستی حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی ۔ لیکن ہمارے قائد نے ریفرنڈم کا اعلان کر کے ثابت کر دیا کہ وہ ان کی غلط باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے ۔ وہ اپنے عوام کے ہی فیصلے کو تسلیم کریں گے ۔

جناب والا ! جب وہ وزیر اعظم پاکستان کے خلاف بات کرتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں وہ پاکستان کے کروڑوں غریبوں کو چیلنج کرتے ہیں ، وہ پاکستان کی کروڑوں خواتین کو چیلنج کرتے ہیں ، وہ استحصالی اور کچلے ہوئے طبقوں کو چیلنج کرتے ہیں ، جن کو ہمارے قائد عوام نے وزیر اعظم پاکستان نے آ کر

معاشرے میں ایک باعزت مقام دیا ہے۔ جناب والا ! وہ اس ملک کو تیسری دنیا میں ایک عظیم طاقت بنا کر آگے بڑھانا چاہتے ہیں جناب والا ! ان کو نہیں بھولنا چاہئے کہ پاکستان کی خواتین اور پاکستان کے کچلے ہوئے طبقے، پاکستان کے مزدور، پاکستان کے کسان، آج بھی اپنے قائد کے ساتھ ہیں اور وہ دوبارہ اپنے قائد کو ریفرنڈم کے ذریعے منظور کر کے ثابت کر دیں گے کہ پاکستان کے باشعور شہری اپنے ملک اور اپنے قائد کے خلاف کسی بھی سازش کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جناب والا ! انہی گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین : تکلیف معاف۔ تقریباً بیس (۲۰) ممبروں نے نام دیئے ہیں جو بولنا چاہتے ہیں۔ ہم پانچ منٹ فی ممبر مقرر کر لیتے ہیں۔ اس طرح تقریباً دو گھنٹے لگیں گے تو پہلی خواندگی تقریباً گیارہ بجے تک جائے گی اور اس کے بعد پھر دوسری دوسری ریڈنگ اور پھر تیسری ریڈنگ ہو گی۔ میرے خیال میں آپ محسوس نہیں کریں گے اگر ہر ایک ممبر صاحب صرف پانچ منٹ تقریر فرمائیں۔ مولانا صاحب ! فرمائیے، صرف پانچ منٹ۔

مولانا عبدالحکیم : جناب چیئرمین ! ریفرنڈم کی خاطر آئین کا ترمیمی بل قومی اسمبلی سے پاس ہو کر سینیٹ کے سامنے پیش ہے۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ جب تمام کوششیں منوانے کی اور تمام وہ محنت جو اس ملک کو مسلسل دو ماہ سے بیروز گاری کی طرف دھکیلنے کے لیے ہمارے ساتھیوں نے کر رکھی ہیں۔ تو وزیر اعظم صاحب نے جب منوانے کی بھی تمام کوششیں کر لیں اور خود جا کر بھی ان سے ملے اور سعودی عرب سے لے کر صدر قذافی اور دوسرے اسلامی ممالک کے سر براہوں تک نے اس ملک پر رحم کرنے کے لئے اور عوام کو بیروزگاری اور پٹنے سے بچانے کے لیے مشورے دیئے اور آدمی بھیجے تو دوستوں نے جب اس کو نہ مانا تو اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ جو رٹ لگا رہے ہیں کہ استعفیٰ دے دو۔ جناب چیئرمین ! یہ دنیا میں کہیں آج تک نہیں ہوا کہ اقلیت اٹھ کر اکثریت سے یہ کہے کہ تم اپنا حق ہمیں دے دو۔ اب ظاہر بات ہے کہ جب وہ کہتے ہیں کہ استعفیٰ دے دو اور اگر وزیر اعظم صاحب استعفیٰ دے دیتے، اس لئے کہ یہ دو مہینے سے جو روزگار سارا معطل پڑا ھوا ہے، مزدور کی مزدوری نہیں ہو رہی۔ جناب چیئرمین ! یہ جو ٹرانسپورٹ بند ھوتی تھی ان کی حالت میں نہیں ہوتی

[Maulana Abdul Hakeem]

تھی ٹرانسپورٹر اپنی ٹرانسپورٹ کو جلانے اور توڑنے کے ڈر سے بند کرتے تھے۔ دوکانداروں اور عام طور سے غریب دوکانداروں جو دن میں محنت مزدوری کر کے اور اپنا مال بیچ کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے، دوکانداروں نے آج تک اس ملک میں دوکانیں بند نہیں کی ہیں جناب چیئرمین! وہ راکٹ کی گولیوں کھا کر، بھنگ اور چرس پی کر، سینے تان کر آگے نکل کر آ جاتے ہیں۔ ان آگ لگانے والے لوگوں کے ڈر کی وجہ سے دوکانداروں نے دکانیں بند کیں۔ کہ کہیں یہ لوگ شیشے نہ توڑ دیں یا دوکان کو آگ نہ لگا دیں۔ یہ دوکانیں اس وجہ سے بند ہو رہی ہیں۔ یہ ان بچاروں کو مغالطہ ہو گیا ہے، پی این اے والوں کو یا اپوزیشن والوں کو کہ شاید یہ دوکانیں ہماری حمایت میں بند ہو رہی ہیں۔ اس طریقے سے انہوں نے اتنا بھی رحم نہ کیا کہ یہ ملک کا کار و بار معطل ہو رہا ہے اور اس سے ملک میں چیزوں کے غائب ہو جانے اور ملک میں مہنگائی ہو جانے کی وجہ سے پبلک کو پریشانی ہو گی۔ اور اب حالات اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ بجائے اس کے کہ وزیر اعظم صاحب مٹھی بھر انسانوں کا مطالبہ مان کر استعفیٰ دے کر بیٹھ جائیں تو آئیندہ کے لئے اس پاکستان میں ایک ایسی مثال قائم ہو جاتی کہ الیکشن میں اقلیت میں آنے والی پارٹی انتخابات کے نتائج کو دیکھ کر کہتی، اعلان کر دیتی "بس میں تو نہ مانوں"، اور جیتنے والی پارٹی اور اس کے لیڈر سے کہتی کہ "استعفیٰ دے دو"۔ یہ آئندہ کے لئے ایک رسم بد اور برا رواج جو پڑ رہا تھا، جمہوریت کو ختم کرنے کے لیے، اس کو راستے سے ہٹانے کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ بجائے ان کے، پوری سات کروڑ کی قوم سے کیوں نہ پوچھا جائے میں رہوں یا نہ رہوں؟ استعفیٰ دوں یا نہ دوں؟

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! ایک منٹ رہ گیا ہے۔

مولوی عبدالحکیم: جناب والا! میں گھڑی دیکھ رہا ہوں، میں ایک منٹ سے بھی پہلے عرض کرتا ہوں کہ اب دوسرا طریقہ یہی ہے کہ بجائے ۳۸ آدمیوں کی بات ماننے کے، سارے ملک کے سات کروڑ باشندوں سے پوچھا جائے کہ آپ کی رائے کیا ہے کہ میں اکثریت کا لیڈر ہوتے ہوئے اس ملک کا نظام اسی طریقے سے چلاؤں یا نہ چلاؤں اور یہ دنیا کا ایک رواج ہے اب بنگلہ دیش میں بھی استصواب رائے ہو

رہا ہے ، دنیا میں ہوتا ہی رہتا ہے جیسا کہ وزیر اعظم صاحب نے کہا تھا تو یہ ایک بہترین طریقہ ہے ان الفاظ کے ساتھ میں اس ترمیمی بل کی تائید کرتا ہوں ۔

شکریہ ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ مسٹر حبیب الرحمٰن !

جناب محبوب الرحمٰن : جناب چیئرمین ! دستور میں جو ساتویں ترمیم لائی جا رہی ہے ، میں اس کے بارے میں مختصراً اپنی گذارشات پیش کروں گا ۔ جناب چیئرمین ! اپوزیشن نے گزشتہ دو ماہ سے زیادہ عرصے سے حکومت پر دھاندلی کا الزام لگایا ہے یہ اپوزیشن کا پانچ چھ سال سے زیادہ عرصے سے حکومت کے ساتھ جو رویہ رہا ہے ۔ وہ ہمیشہ منفی انداز میں رہا ہے ۔ جب ملک میں انتخابات نہیں ہوئے تھے ، جب ملک میں سیلاب تھا تو یہ عناصر حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک چلا رہے تھے ۔ جب اس ملک میں اور مصیبتیں تھیں ، آفتیں تھیں ، جنگی قیدی پھنسے ہوئے تھے ، ہمارا علاقہ دشمنوں کے قبضے میں تھا ، تو اس وقت یہ عناصر دوبارہ انتخابات کرانے کا مطالبہ کر رہے تھے ۔ جناب والا ! دراصل اس کی وجہ دھاندلی نہیں ہے بلکہ اس کی اصل وجہ وہ عناصر ہیں ، جن کے بنکوں میں حصص ہیں ، جن کی جائیدادیں زرعی اصلاحات سے متاثر ہوئی ہیں ، جن کے حصے بنکوں میں نیشنلائز ہوئے ہیں ، بڑی بڑی صنعتیں قومیائی گئی ہیں ، ملوں میں مزدوروں کو حقوق دلائے گئے ہیں ۔ محنت کشوں کو کھیتوں میں ان کا حصہ دلایا گیا ہے ، تو یہ ان اصلاحات کا غصہ ہے چونکہ یہ عناصر جوکہ پی این اے کی شکل میں آج موجود ہیں ، حکومت پر اتارنا چاہتے ہیں ۔ حکومت کے خلاف ، قائد عوام کے خلاف ، اس لیے کہ قائد عوام نے محنت کشوں کی عظمت کو بحال کیا اس لئے کہ قائد عوام نے کسانوں کو ان کے حقوق دلوائے ، مزدوروں کو ان کے حقوق دلوائے اور اس ملک میں عام انتخابات کروائے جو کہ پاکستان کی ۲۵ سالہ تاریخ میں نہیں ہوئے تھے ۔

اب جناب والا ! یہ دھاندلی کے جو الزامات ہیں ، اگر میں کہوں کہ پیپلز پارٹی نے بر سر اقتدار پارٹی کی حیثیت سے ان کی دھاندلیوں کو نظر انداز کیا ہے ۔ میں چونکہ صوبہ سرحد سے تعلق رکھتا ہوں ، اس لئے مجھے پتہ ہے کہ صوبہ سرحد میں ان لوگوں نے کیا کیا طریقے استعمال کیے ہیں ، انہوں نے ان غریبوں کو جو کہ

[Mr. Mahboor-ur-Rehman]

ان کے گھروں میں رہتے تھے ، ان کے کرایہ دار تھے ، مزارع تھے ، انہوں نے انہیں کہا کہ اگر آپ لوگ ہل پر نشان نہیں لگاتے تو ہم آپ کو گھروں سے نکال دیں گے ، ہم آپ کو قتل کر دیں گے ہم آپ کو صوبے میں نہیں رہنے دیں گے ، ہم آپ کے خلاف مقدمے بنائیں گے ۔ تو جناب والا ! صوبہ سرحد میں جس طریقے سے انہوں نے ووٹ لئے ہیں ، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف نے یعنی قومی اتحاد نے زیادہ سے زیادہ دھاندلی صوبہ سرحد میں کی ہے اور انہوں نے صوبہ سرحد میں جتنی سیٹیں لی ہیں ، یہ ناجائز طریقے سے لی ہیں بلکہ انہون نے دھونس اور دھاندلی کے ذریعے سے لی ہیں ۔ ان کو پیپلز پارٹی نے برداشت کیا ہے کہ پیپلز پارٹی برسر اقتدار پارٹی تھی ، وہاں مفتی محمود بھی نہیں جیت سکتے تھے ، ہمارے گلزار احمد کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ۔ اسی طرح چار سدہ میں دھاندلی کرنے کی کوشش کی گئی ہے ایکن پیپلز پارٹی نے سب کو برداشت کیا ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ یہ مسئلہ دھاندلی کا نہیں ہے ، یہ صرف ان اصلاحات کا دکھ ہے جو قائد عوام نے مزدوروں اور محنت کشوں کے لئے کی ہیں ۔

اب جناب والا ! پھر قائد عوام نے قربانی دی ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ ملک میں دوبارہ جیسا کہ ہم نے دو ماہ پہلے ان عناصر کا مقابلہ کیا تھا ، اب پھر عوام کے پاس جا کر ان کی رائے معلوم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ، یہ قائد عوام کا ایک جرآت مندانہ فیصلہ ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ اب پھر اس ملک کے غریب محنت کش ، مزدور ، کسان ، طالب علم ، دانشور ، انشاء اللہ تعالیٰ بھاری تعداد میں پیپلز پارٹی کے حق میں استصواب میں ووٹ دیں گے اور پیپلز پارٹی کو اور قائد عوام کو اس استصواب میں کامیاب کرائیں گے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس ترمیمی بل کی پر زور حمایت کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ، سردار محمد اسلم ۔

سردار محمد اسلم : جناب چیئرمین ! آئین کی جو ترمیم آج اس وقت جناب وزیر قانون نے اس ایوان کے سامنے پیش کی ہے ، اس کے ذریعے جناب وزیر اعظم کو اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے لئے ریفرنڈم کا اختیار دیا گیا ہے ۔ ایک ایسے ملکی بحران

کو جو کہ اس وقت ملک میں ہے ، اس کو حل کرنے کا طریقہ نکالا گیا ہے کیونکہ پاکستان اس وقت اپنی تاریخ کے شدید ترین بحران سے گزر رہا ہے ۔ پاکستان میں سیاسی بحران گزشتہ تیس سالوں سے وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بحرانوں کی کلی طور پر اگر اور وجوہات نہیں تو کم سے کم ایک وجہ یہ بھی ضرور تھی کہ جمہوری اداروں کو پختگی نہیں دی گئی اور جمہوری اداروں پر عمل نہیں کیا گیا تاکہ جمہوری ادارے اپنے آپ کام کرتے ۔ جمہوری ادارے قائم ہوتے ۔ اگر جمہوری اداروں پر لوگوں کا اعتماد ہوتا تو جمہوری اداروں کو مختلف طریقوں سے اور مختلف حربوں سے توڑنے کی اور ان جمہوری اقدار کو ختم کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہوتی ۔ الیکشن کے بعد حزب اختلاف کی جماعتوں نے الزامات لگائے ، سیاسی طور پر ایک فریق دوسرے فریق پر الزامات لگاتا ہے ، لیکن ان الزامات کے حل کے لئے آئنی حدود کے اندر رہنا پڑتا ہے ، آئینی حدود کے اندر رہ کر اپنے سیاسی اختلافات کو دور کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن ہماری حزب اختلاف نے ان الزامات کو کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے ، ایک بہانہ بنا لیا ہے ۔ اصل میں انھوں نے بعد میں یہ چیز ثابت کی کہ ان کو ملک کے وزیر اعظم کے خلاف دشمنی ہے اور صرف وزیر اعظم کے خلاف اپنی پروپیگنڈہ مہم مرکوز کر رہے ہیں ۔ انہوں نے مصالحت کے لئے جو شرائط پیش کیں اور جو بتیس نکات پیش کئے ، ان میں دنیا جہاں کے کام کروا کر آخر میں بتیس نکات والی شرط یہ تھی کہ یہ کام کر کے پھر وزیر اعظم استعفیٰ دے دیں ۔ ایک ایسے بحران کے لیے انہوں نے اپنی شرائط دیں کہ ملک کی قومی اسمبلی کا الیکشن دوبارہ کرایا جائے اور اسمبلی کو توڑا جائے اور ساتھ وزیر اعظم بھی استعفیٰ دے دے جس کے ذریعے قوم ایک ایسے آئینی بحران میں داخل ہو جاتی جس سے نکلنا مشکل ہو جاتا ۔ قومی اسمبلی کو توڑنا اور قومی اسمبلی کے الیکشن دوبارہ کرانا کوئی ذاتی انا کا مسئلہ نہیں تھا یہ ایک اصول کی بات تھی کہ آج چند آدمی یا گیارہ آدمیوں نے بتیس ، تینتیس سیٹیں حاصل کیں اور سیٹیں حاصل کرنے کے بعد ملک میں ہنگامے شروع کر دیئے ۔

جناب والا ! بعد میں انہوں نے تحریک چلائی کہ وزیر اعظم استعفیٰ دیں اور قومی اسمبلی کو توڑا جائے ۔ کسی جمہوری ادارے کو اس طرح ختم کرنا اصولی طور پر غیر آئینی تھا اور ملک کو تباہی کی طرف لے جانے کے مترادف تھا ۔ اس کے

[Sardar Muhammad Aslam]

ساتھ انہوں نے یہ کہا کہ ملک کا وزیر اعظم استعفیٰ دے دے اور اگر یہی طریقہ استعمال کیا جاتا رہا اور اس کو پریسیڈنٹ بنایا گیا تو آج تو یہ سیاسی جماعتیں یہ مطالبہ کر رہی ہیں اور انہیں یہ سوچنا چاہئیے کہ کل ملک کے غنڈے اور لوفر عناصر دو چار ہزار جمع ہو سکتے ہیں اور چار دس سال کے بعد اس مثال کے قائم ہونے کے بعد وہ جمع ہو کر یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ اسمبلی کو ختم کیا جائے ۔ جناب والا ! جو تحریک انہوں نے چلائی ہے ، اس تحریک کے دوران ملک میں کیسے کیسے حادثات ہوئے ہیں ۔ کیا وہ اپنے آپ کو اس ملک کا ، اس قوم کا خادم کہہ سکتے ہیں یا سچے پاکستانی یا اس قوم کا ہمدرد کہہ سکتے ہیں ؟ کیونکہ اس تحریک میں کسی آدمی کا نقصان نہیں ہو رہا ہے ، کسی فرد کا نقصان نہیں ہو رہا ہے ، جو آدمی مارے جاتے ہیں اور وہ جہاں بھی آگ لگائی جاتی ہے ، وہ پاکستانی قوم کا نقصان ہوتا ہے ۔ وہ نقصان پاکستان کا ہوتا ہے اور پاکستان کو اس طرف لے جانا چاہتے ہیں ، جو بالکل تباہی کے مترادف ہو اور آنکھیں بند کر کے انہوں نے اس کام کو شروع کیا ہوا ہے اور قوم کو تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

چیئرمین : ایک منٹ باقی ہے ۔

سردار محمد اسلم : میں ختم کر رہا ہوں اس نتیجہ پر کہ جب انہوں نے وزیر اعظم سے یہ کہا کہ وزیر اعظم اس ملک سے چلے جائیں ، تو اپوزیشن کے لیے یہ ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے کہ وزیر اعظم نے کہا کہ ٹھیک ہے ، میں چند آدمیوں کے کہنے پر استعفیٰ نہیں دیتا ، میں قوم کے سامنے جاتا ہوں اور ریفرنڈم میں ووٹ آف کانفیڈنس حاصل کرنے کے لئے جاتا ہوں اور یہ ان کا چیلنج ہے کہ وہ قوم کے پاس جائیں گے اور یہ فیصلہ لیں گے اور یہ وزیر اعظم کا ان کو اوپن چیلنج ہے ، وہ اسے قبول کر لیں اور مجھے یقین ہے کہ قوم پہلے سے زیادہ وزیر اعظم پر اعتماد کا اظہار کرے گی اور انہیں ووٹ آف کانفیڈنس دے گی ، تو ان گزارشات کے ساتھ میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ بل میجارٹی آف ٹوٹل ممبرشپ سے پاس ہو سکتا ہے ، میں دیکھ رہا ہوں کہ ممبر صاحبان آہستہ آہستہ چلے جا رہے ہیں تو پھر بڑا مشکل ہو جائے گا ۔

بہت سی آوازیں : لابی میں ہیں ۔

جناب چیئرمین : کیونکہ مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اتنے ممبر صاحبان بیٹھے رہیں کہ تعداد مقررہ سے کم ہوں کیونکہ کم از کم ۳۲ اراکین کی ضرورت ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ۳۲ سے کم ہیں آتے جاتے رہتے ہیں لیکن یہ بھی خیال رکھیں کہ ۳۲ سے کم نہ ہوں کیونکہ کورم کی تو خیر ہے ۔

بہت سی آوازیں : لابی میں بیٹھے ہیں ۔

جناب چیئرمین : یہ خیال رکھیں کہ دو تین ممبر خود اپنے آپ کو ود ڈرا کر لیں تو یہ بہتر ہو گا ۔

If some of the gentlemen voluntarily withdraw from the field, it is all right ; otherwise I am afraid the members will start leaving the House. Mr. Saifullah Piracha, I give the floor to you.

میاں سیف اللہ خاں : جناب چیئرمین ! جہاں تک آپ نے یہ فرمایا ہے ، تو تقریروں کے متعلق یہ ایک تجویز ہو سکتی ہے کہ ہر صوبے سے دو دو تین تین یا چار چار سپیکر منتخب کر لیں تو کم ہو جائیں گے اور وہ حضرات جنہوں نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں تقریریں کی ہیں ان کو موقع نہ دیا جائے اور دوسروں کو بولنے کا موقع دیا جائے ، جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔

جناب چیئرمین : اس پر بھی بڑا وقت لگے گا ۔

میاں سیف اللہ خاں : جناب چیئرمین ! پاکستان کے جنم کے بعد پاکستانی قوم نے جمہوریت کو طرز سیاست کے لیے اپنایا مگر اس قوم کو صحیح معنی میں جو جمہوریت نصیب ہوئی تو وہ قائد عوام جناب ذوالقار علی بھٹو کے دور میں ہوئی اور جن حالات میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا ، اس وقت ان کے پاس مارشل لاء کے تمام اختیارات تھے اور وہ پاکستان کے پریذیڈنٹ تھے مگر باوجود ان تمام اختیارات کے ، انہوں نے جلد سے جلد اس ملک میں جمہوریت کو بحال کیا اور ایک شاندار آئین بھی عطا کیا اور جمہوریت کو نافذ کرنے کے لئے اور اس کی فلاح و بہبود کے لیے ، انہیں نے بہت بڑی قربانی دینی پڑی ہے اور آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ جس قسم کی صورت حال ہے ، اس کے لیے قائد عوام اور پیپلز پارٹی کو پھر قربانی دینی پڑ رہی ہے اور ابھی حال ہی میں

[Mian Saifullah Khan]

عام انتخابات ہوئے ہیں اور اس میں پیپلز پارٹی اکثریت سے جیتی ہے اور کسی کو اس امر میں شبہ نہیں ہے مگر اس کے باوجود اس وقت جو مخالف سیاسی پارٹیاں ہیں ، انہوں نے مطالبہ کر رکھا ہے کہ قائد عوام ، ذوالفقار علی بھٹو استعفیٰ دیں اور دوبارہ عام انتخابات کرائے جائیں ۔ جناب چیئرمین ! یہ جمہوری طرز کے خلاف ہے اگر یہ کیا جائے تو ملک میں جمہوریت جو ہے ، وہ پھل پھول نہیں سکتی اور اس کو بچانے کے لئے اب قائد عوام نے یہ جو فیصلہ کیا ہے ، کہ قوم فیصلہ کرے ریفرنڈم کے ذریعے کہ وہ وزیر اعظم صاحب کو چاہتے ہیں یا نہیں ، وہ اپنے اعتماد کا اظہار کریں تو یہ ایک طریقہ خاص حالات کے تحت اختیار کیا گیا ہے اور جمہوریت کو بچانے کے لئے کیا گیا ہے اور اس لیے کیا گیا ہے اور آپ نے دیکھا کہ اپوزیشن پارٹی نے ہر جمہوری طریقہ جو ہے وہ ٹھکرا دیا ہے کیونکہ قائد عوام نے کہا کہ اگر آپ کو الیکشن میں دھاندلی پر اعتراض ہے تو انہوں نے الیکشن کمیشن کو وسیع اختیارات دے دیئے تو وہ بات بھی اپوزیشن کو پسند نہیں آئی اس کے بعد ہر صوبے میں الیکشن ٹریبونل قائم کیا گیا کہ آپ اپنی شکایات جو ہیں ان الیکشن ٹریبونل کے سامنے رکھیں تو وہ بات بھی اپوزیشن کو پسند نہیں آئی ۔ اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ اچھا پہلے صوبے میں الیکشن کرا لیں اور اگر اپوزیشن صوبوں میں جیت گئی تو نیشنل اسمبلی پر بھی غور کیا جا سکتا ہے ، لیکن اس بات پر بھی وہ نہین آئے اور وہ اپنی باتوں پر کھڑے رہے اور کوئی سیاسی بات چیت کرنے کے لیے وہ تیار نہیں تھے حالانکہ قائد عوام نے بار بار ان کو دعوت دی کہ آؤ ٹیبل پر بات چیت کریں اور سیاسی بحران کو حل کرنے کا کوئی طریقہ تلاش کریں اور یقیناً بات چیت سے کوئی نہ کوئی حل سامنے آ جائے گا ۔

جناب چیئرمین ! آپ نے دیکھا کہ وہ تمام تجاویز جو تھیں ان کو اپوزیشن نے مسترد کر دیا اور اب کوئی چارہ نہیں تھا قائد عوام کے پاس کہ جمہوریت کو بچانے کے لئے ، وہ جنرل ریفرنڈم کے ذریعے قوم کے سامنے یہ فیصلہ رکھیں ۔ تو جناب آج کا یہ جو بل ہے اس سلسلے کے مطابق ہے اور میں اس بل کو تائید کرتا ہوں اور ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ، راؤ عبدالستار کہاں ہیں ؟

جناب ایس ایم مسعود : وہ نہیں ہیں ۔

جناب چیئرمین : نہیں ہیں تو اس طرح زیادہ ممبر ہو جائیں گے ۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں ۔ لیکن فرنٹیئر سے پہلے تین ممبر بول چکے ہیں ۔

جناب ولی محمد خان : نہیں دو ہوئے ہیں ۔

جناب چیئر مین : نہیں تین ہوگئے ہیں ، سردار محمد اسلم ، محبوب الرحمن اور مولانا عبدالحکیم یس ولی محمد خان

جناب ولی محمد خان : جناب والا ! یہ ترمیم جو سینیٹ کے ایوان کے سامنے پیش ہے ، یہ آئین کی ایک ایسی شق کے بارے میں ہے جس پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں نے دستخط کئے تھے اور اس کو بنایا تھا ۔ جناب والا ! یہ ہمارے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی فراخ دلی ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں ہے کہ عوام طاقت کا سر چشمہ ہیں یہ اس کا ثبوت ہے کہ انہوں نے خود ایک آئینی وزیر اعظم ہوتے ہوئے اپنے آپ کو دوبارہ عوام کے سامنے پیش کیا ہے جناب والا ! حزب اختلاف کا یہ کہنا کہ وزیر اعظم استعفیٰ دے دے یا قومی اسمبلی کو توڑ دیا جائے ، میرے خیال میں انہیں وزیر اعظم سے اختلاف ہے اور نہ قومی اسمبلی سے ہے اور حزب اختلاف کو دراصل جو اختلاف ہے وہ پاکستان کے ساتھ ہے اور حزب اختلاف کا اتحاد جو ہے وہ یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان متحد رہے ۔

جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ یہ ریفرنڈم جو ہو رہا یہ ہمارے ملک کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے ۔ اس وقت جو پارٹیاں اتحاد میں شامل ہیں انہوں نے ہی ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد میں کہا کہ صوبہ سرحد کے لوگ ہندوستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں ، لیکن اس وقت صوبہ سرحد کے غیور لوگوں نے یہ نعرہ بلند کیا کہ نہیں ، ہم پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں اور اس بنا پر اس وقت ریفرنڈم ہوا اور جناب والا ! سب لوگوں نے دیکھا کہ صوبہ سرحد کے ۹۹ فیصد لوگوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیئے اور پاکستان کے ساتھ وفادار ہونے کا ثبوت دے دیا ۔ جناب والا ! اس کے بعد بھی یہی لوگ فرنٹیئر میں

[Mr. Wali Mohammad Khan]

تقریریں کرتے رہے اور کہتے رہے کہ پاکستان ایک ریت کا ٹیلہ ہے - اس بارے میں ان کی تقریریں موجود ہیں وہ ہر جگہ یہی کہتے رہے کہ یہ پاکستان ایک دن یا دو دن یا ایک سال یا دو سال سے زیادہ نہیں رہ سکتا - یہ لوگ جب پنجاب میں آتے تھے تو یہی کہتے تھے کہ پنجاب تو ہمارا بڑا بھائی ہے لیکن جب فرنٹیئر سندھ بلوچستان میں جاتے تو وہاں جا کر یہ لوگ کہتے کہ پنجاب نے تمام چھوٹے صوبوں کا استحصال کیا ہوا ہے اور جب یہ لوگ مشرق پاکستان جاتے تو وہاں یہ کہتے کہ مغربی پاکستان نے آپ لوگوں کا استحصال کیا ہوا ہے - جناب والا ! یہ لوگ پاکستان کے خلاف ہیں - جناب والا ! مجیب جب الیکشن میں آیا تو اس وقت بھی قوم نے دیکھا کہ یہ اتحاد میں جو لوگ شامل ہیں ، وہ اس وقت بھی مجیب کے ساتھ تھے اور اس وقت بھی مجیب کے ساتھ تھے اور اس وقت بھی ان کا یہی خیال تھا کہ مجیب کے ساتھ رہ کر ، جب مجیب آئین بنائے گا تو اس میں صوبوں کے لئے علیحدگی کا حق لے کر آئینی طریقے سے پاکستان کو توڑ دیں گے - لیکن اس وقت بھی ان کا یہ خیال صحیح ثابت نہ ہوا اور اس وقت بھی وہ اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے - اب وہ ہمارے قائد عوام کے خلاف یہ بات کہتے ہیں کہ وہ استعفیٰ دے دیں - اگر آج قائد عوام استعفا دے دیں تو یہ لوگ خود میں پھوٹ ڈال کر اور پاکستان میں لوٹ مار مچا کر کسی نہ کسی طریقے سے بچے کھچے پاکستان کو بھی ختم کر دیں گے - جناب والا ! یہ ہمارے قائد عوام ذوالقفار علی بھٹو کی فراست ہے کہ انہوں نے خود کو عوام کے سامنے پیش کر دیا اور ہمیں یقین ہے کہ پاکستان کے عوام ، قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو اس ریفرنڈم میں اچھی طرح سے کامیاب کرائیں گے اور عوام اس بات کا ثبوت دیں گے کہ وہ قائد عوام کے ساتھ ہیں اور پاکستان کے تمام عوام ، قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو پر مکمل اعتماد کا اظہار کریں گے -

جناب چیئرمین : تھینک یو ویری مچ - جناب عبداللہ خان صاحب فرام سندھ -

خان عبداللہ خان : جناب والا ! یہ آئین کی ترمیم اس وقت ہمارے سامنے ہے - اور میرے دو تین دوستوں نے اس ضمن میں مختلف ملکوں کے ریفرنڈم کے

حوالے بھی دیئے ہیں ۔ جناب والا ! قائد عوام کے ریفرنڈم کے اعلان ، اور مختلف ممالک میں جو ریفرنڈم ہوئے اور اپوزیشن نے دو مہینے ہیں جو کردار ادا کیا ہے ان تینوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ حقیقتاً جھگڑا الیکشن کا یا نظام مصطفیٰ کا یا اسلامی شریعت کا نہیں ہے ، اپوزیشن والے نہ نظام مصطفیٰ چاہتے ہیں اور نہ ہی اسلامی قانون چاہتے ہیں ۔ اس لئے کہ اگر وہ اسلامی قانون چاہتے تو وہ آئین میں موجودہ اس بات پر دستخط نہ کرتے کہ پاکستان کا آئین سات سال کے عرصہ میں اسلامی بنا دیا جائے گا ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ جھگڑا اس وقت سے شروع ہوا ہے ، جس وقت سے قائد عوام نے پاکستان میں ایٹمی پلانٹ لگانے کا معاہدہ کیا ، عالم اسلام کو متحد کرنے کا اور تیسری دنیا کو منظم کرنے کا اعلان کیا ہے ، اس وقت سے جھگڑا پیدا ہوگیا ہے حقیقت میں جھگڑا ، میرے خیال میں یہ ہے جسے بیرونی ممالک برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اور انہوں نے پاکستان اور قائد عوام کے خلاف سازش شروع کر دی ۔ یہ پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ ان بیرونی سازشیوں کو اندرون ملک بھی کچھ سازشی مل گئے اور دونوں نے مل کر یہ مطالبہ کیا کہ قائد عوام کو کسی طرح سے کرسی سے ہٹا دیا جائے اور اگر وہ اس میں کامیاب ہوجائیں گے تو پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں دیر نہیں لگے گی ۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں یہاں الیکشن چاہئے نہ اسلامی قانون چاہئے ۔ ہمارے ملک دشمنوں کو صرف اس ملک کے ٹکڑے چاہئیں اور انشاء اللہ ! قائد عوام کی قیادت میں ، اس معزز ایوان کے اراکین کی جد و جہد سے اور پاکستان کے عوام مدد سے ان کا یہ خواب کبھی بھی پورا نہیں ہوگا پاکستان قائم اور دائم رہے گا اور ان الفاظ کے ساتھ میں اس ترمیم کی پر زور حمایت کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ راؤ عبدالستار ۔

راؤ عبدالستار : (قائد ایوان) جناب چیئرمین آئین کا ساتواں ترمیمی بل اس معزز ایوان میں زیر بحث ہے ۔ قائد عوام کی تاریخ ساز تقریر کے بعد یہ ترمیمی بل ایوان کے سامنے لایا جا رہا ہے اور یہ ترمیمی بل یہاں پر اس لئے پیش کیا گیا ہے کہ اس وقت ملک کو جس بحران کا سامنا ہے ، اس کا مقابلہ کیا جائے ۔ جناب چیئرمین ! یہ سیاسی بحران اس ملک میں قائد عوام کی چھ جنوری کی تقریر سے پیدا

[Rao Abdus Sattar]

نہیں ہوا جوکہ انہوں نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں کی تھی اور اس میں کہا تھا کہ ہم اس ملک میں ڈیڑھ سال پہلے انتخاب کرانا چاہتے ہیں اگر وہ اس وقت چاہتے تو ڈیڑھ سال آئینی طریقے سے وزیر اعظم رہ سکتے تھے اور اسمبلیوں کو توڑنے کی ضرورت نہیں تھی ۔ یہ بحران اس ملک میں سات مارچ کو پیدا ہوا ، جب کہ عوام نے قائد عوام کو وزیراعظم کے لئے منتخب کیا تھا اور اس کی جماعت کو بھرپور تعاون کے ساتھ ووٹ دیئے ۔ جناب والا ! یہ بحران اس بدقسمت ملک میں اسی دن پیدا ہو گیا تھا جس دن پاکستان معرض وجود میں آیا تھا ۔ وہ طاقتیں جو اس وقت پاکستان بنانے کی مخالفت کررہی تھیں ، وہ طاقتیں جو پاکستان کو مضبوط اور خوشحال نہیں دیکھنا چاہتی تھیں ، وہ ہمیشہ پاکستان کی مخالف اور کسی نہ کسی طریقے سے پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے برسرپیکار رہیں اور اس کوشش میں لگی رہیں کہ کس نہ کسی طریقے سے پاکستان کو ختم کیا جائے ۔ جناب والا ! انہوں نے مختلف وقتوں میں مختلف چولے بدلے ، انہوں مختلف روپ دھارے اور غیور پاکستانیوں نے ہمیشہ انہیں شکست دی اور انہیں منہ کی کھانی پڑی ۔ جناب خواہ ۱۹۴۶ء کے الیکشن ہوں یا ۱۹۴۷ء کا ریفرنڈم ہو خواہ وہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن ہوں یا ۱۹۷۷ء کے الیکشن ہوں ، عوام نے ہمیشہ انہیں شکست دی ہے ۔ جناب والا ! قائد عوام نے پیپلز پارٹی کو تشکیل دے کر غریب عوام کو زبان دی ن کو سیاسی شعور دیا اور عوام کو یہ بتایا کہ جس صورت میں پاکستان کو قائد اعظم اور شاعر مشرق دیکھنا چاہتے تھے ، اسی صورت میں ہم پاکستان کو ڈھالیں گے اور ان کے اس ارادے کی بنا پر اندرونی سازشیں ان کے خلاف شروع ہو گئیں ۔ قائد عوام نے پاکستان کی بہتری اور عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے ایک معاشی نظام کی تشکیل کی ۔ انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات نافذ کیں اور اس وجہ سے یہ طاقتیں جو پاکستان کے غریب عوام کے خلاف تھیں ، وہ اور زیادہ متحد ہو گئیں ۔ اور انہوں نے پاکستان کے غریب عوام کو ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا کہ سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ رہا کہ قائد عوام کو اسبلی میں یہ خوشخبری سنانا پڑی کہ میں ان طاقتوں کے خلاف عوام کے بھرپور تعاون سے پھر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں اور میں پھر عوام کے پاس جانا چاہتا

ہوں اور عوام سے اعتماد کا ووٹ لینا چاہتا ہوں تاکہ میں اپنے پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں ۔

جناب والا ۔ وہ طاقتیں جو جمہوریت کی دعویدار بنتی ہیں اور جو یہ کہتی ہیں کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے اگر وہ جمہوریت کی دعویدار ہیں تو کیا ان کو یہ زیب دیتا ہے کہ جب وہ پوری طرح سے ہار گئے ہیں اور عوام نے ان کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے ، وہ اپنی شکست کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ؟ وہ اسلام کے دعویدار تو بنتے ہیں مگر کیا اسلام یہ سبق دیتا ہے کہ غریب لوگوں کے ، بے گناہ لوگوں کے گھروں کو جلاؤ ، ان کو قتل کرو ؟ جناب والا ! یہ چیزیں جو ہیں ، یہ ساری دنیا کو معلوم ہیں وہ اس وقت دیکھ رہی ہیں کہ جمہوریت کے دعویدار کون ہیں ؟ جناب والا ! جمہوریت کے دعویدار قائد عوام ہیں ، جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت کے پودے کو لگایا جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت کے پودے کو اپنے خون سے سینچا ، اپنے پسینے سے سینچا تاکہ ملک میں جمہوریت پھلے پھولے اور یہ اس سلسلے کی کڑی ہے کہ انہوں نے اس جمہوریت کو ، اس جمہوری ادارے کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ تاریخی فیصلہ کیا ہے کہ میں اس بحران کو ختم کرنے کے لئے عوام ہے پاس جاتا ہوں اور عوام کے ووٹ مانگتا ہوں ۔ مجھے ان کی حمایت چاہیئے ۔ اسی لئے وہ ریفرنڈم کے لئے تیار ہوئے ہیں ۔ انہوں نے ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ، یہ تاریخی فیصلہ کیا ہے اور میں عوام سے اپیل کروں گا کہ عوام نے جس طرح پہلے قائد عوام کا بھرپور ساتھ دیا تھا اور ان پر اعتماد کا اظہار کیا تھا وہ اب بھی بھرپور طریقے سے ان کی امداد کریں گے اور ان کی حمایت کریں گے ۔ جناب والا ! قائد عوام نے پیپلز پارٹی کو بنایا تھا ۔ جناب والا ! اب آپ دیکھیں گے کہ ہماری پارٹی کی حکومت میں یہ ملک مزید خوشحال ہوگا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس بل کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ، غلام حسین صاحب ۔

Yes, Mr. Ghulam Hussain.

Mr: Ghulam Hussain : Mr. Chairman Sir, the offer of the Prime Minister for the referendum is a great leap and a step towards the revolutionary democracy. Islam is a revolutionary religion and the beginning

[Mr. Ghulam Hussain]

of our religion at the very first instance is with the word 'No', لا الہ الااللہ meaning that there is no God but Allah. As the Prophet of Islam said, I destory the standing order by the will of God and establish the new order." Now this revolutionary step taken by the Prime Minister in offering himself is either for his crucification for establishing himself as the Hero which would meet the definition of the Islamic System of Government. If he succeeds in this venture, that is the referendum, he will go down in the history as a great man because this is the dictate of our religion. But if he fails, then he will be the martyr in the name and cause of democracy which is nearer to the Islamic thinking than to the parliamentary way of the Government. The essential grammer of the formation of government consists of three steps. The first is the constitutional step which defines election process under the Constitution. The second is political step which requires the participation of the people of the country in the elections and third is the establishment of the legal order, which results in the formation of government. Now, when these three steps were completed, no objection was raised against any of these steps. The elections were held under the Constitution and the fool-proof arrangements were made for the purpose. There was no loophole left in order to fore-see order دھاندلی in these elections. Then came second stage. There was complete and full participation by the people of Pakistan including the opposition in the electioneering process. Then came the third stage the legal order was established and the government was formed. After the formation of the government, streak of bright idea occurred to certain people who call themselves PNA that the second and the third steps were not properly constituted. That is, the political process was poluted and therefore, consequently the legal order was not properly established. The Prime Minister in his wisdom demonstrated great liberality in offering them the political dialogue. The political dialogue went on. In the mean time what happened in the country is well known and has been repeatedly said by the honourable Members from time to time. The political dialogue was also brought to an end as a death certificate was issued by **Maulana Mufti Mahmood** in his letter to the Prime Minister that they had rejected all kinds of negotiations offered by the Prime Minister under the second step which, as I have submitted, was the political process. After that there was no way out left for the Prime Minister to do anything except to take some supera-constitutional remedies which were not available in the constitution itself. Now, this letter was, the last nail in the coffin of the political negotiations. According to my humble submission, only one way was left open for the opposition thereafter i.e. "Reactionary way". The political agitation ended and anti-social agitation started. Now, after the sending of that letter to the Prime Minister, there can be no possible political agitation in the country at all. Whatever agitation is there or is likely to take place as a result of the announcement of the referendum would be anti-social agitation. It cannot be characterised as a political agitation because political negotiations failed which is an established fact as they say that they will not participate. If they don't participate, it means there are not agitating politically. Now, for that purpose the only way, the only remedy left out is to deal with the situation under the ordinary law of the land as it is, available for the anti-social elements in the country.

My submission, therefore, is that any hinderance or obstruction in the why of holding a referendum is purely a law and order matter and not a political agitation. On the top of it, if the is the decision in favour of the referendum, it will be the result of an extra-ordinary step taken by the Prime Minister of Pakistan to be introduced in the Constitution so as to obtain the will of the people who are the supreme authority in the land and also the will of God, as they say, 'the voice of the people is the voice of God' and this will be within the four corners of our faith. The agitation which is being proposed, or is likely to be taken, will be purely un-Islamic and un-political and un-ethical. With these words I support the amendment proposed here. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Now I request Sheikh Umer Khan to make a speech.

شیخ عمر خان : جناب چیئرمین ! میں اس ساتویں ترمیمی بل پر جو استصواب رائے کے متعلق ہے ، کی حمایت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو جماعتیں ہماری مخالفت پر تلی ہوئی ہیں وہ آج سے نہیں ہیں وہ شروع ہی سے ہمارے خلاف بر سر پیکار ہیں ، پہلے مذہبی طاقتوں نے جب اس بر صغیر میں پاکستان کی تحریک چل رہی تھی تو انہوں نے لا اله الله محمد الرسول الله کے خلاف تحریک چلائی ۔ پہلے انہوں نے بلوچستان اور صوبہ سرحد میں پاکستان کے خلاف استصواب رائے کرایا ۔

دوسرا میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ تحریک اب شروع ہوئی ہے یہ شروع ہوئی جبکہ مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے کے لئے انہوں نے مشرق پاکستان کو ہم سے علیحدہ کیا اور قومی تعصب کو ہوا دے کر انہوں نے ہمارے ٹکرے کو ہم سے جدا کیا ۔ یہی وہ سیاسی جماعتیں تھیں جو صوبہ سرحد اور بلوچستان میں استصواب کے دوران اس وقت کی حکومت کے ایجنٹ کے طور پر وہاں کام کرتے رہیں اور اب تک وہ وہی کوشش کر رہے ہیں ۔ دوسری ایک جماعت ہے جس نے پہلے اعلانیہ طور پر یہ کہہ کر ہم جناح کے پاکستان کو نہیں چاہتے ، اس کے بعد جب انکو موقع ملا تو انہوں نے علاقائی اور قومی طریقے پر اس قوم کو ابھارا اور یہ دشمنی اور یہ زہر پھیلایا کہ پاکستان میں مختلف فرقے ہیں ، مختلف قومیتیں ہیں اور آج وہ قائد عوام کے خلاف یہ باتیں نہیں کہہ رہے بلکہ اس ملک کے لئے جو کوئی بھی اپنے جان قربان کرنے کے لیے تیار ہو اور صحیح معنوں میں خدمت کرے اور اسلام کی خدمت کرے اور اس کے لئے اپنا خون بہائے ، اسکی وہ مخالفت کرتے ہیں ۔ جناب والا ! ہمارے یہ بھائی جو اس ملک میں رہتے ہوئے منافقت کی بناء پر اس ملک کو توڑنا چاہتے ہیں ،

[Shaikh Umar Khan]

یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہوگا۔ قائد عوام نے ان کو ہر طریقے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ جمہوریت کو بحال کریں ، اس ملک کو بچائیں لیکن انہوں نے اس بات کو نہیں مانا ۔ وہ تو بھٹو صاوب کو کرسی سے ہٹانے کے لیے سب کچھ کر رہے ہیں کہ اس لئے بھٹو صاحب پاکستان کا استحکام چاہتے ہیں ، پاکستان کا وقار اور عزت چاہتے ہیں ۔ ان حالات ہیں قائد عوام نے قانونی طور پر قومی اسمبلی میں جو ترمیمی بل پیش کیا اور جو کہ آج ہمارے سامنے ہے ، اس کی میں بھر پور حمایت کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ مسٹر لال محمد خان !

جناب لال محمد خان : جناب چیئرمین ! جناب قائد عوام ، ذوالفقار علی بھٹو نے ریفرنڈم کرانے کا جو دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے اور جس جمہورتی رواداری کا ثبوت دیا ہے ، تاریخ میں اسے سنہری حروف سے لکھا جائے گا ۔ جناب والا ! جب سے قائد عوام نے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالی ہے ، ان کا رویہ ہمیشہ منصفانہ اور ہمدردانہ رہا ہے اور ان کا رویہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ باھمی گفت و شنید کے ذریعے مشکلات حل کرلی جائیں ۔ لیکن اپوزیشن کا رویہ ہمارے سامنے ہے ، انہوں نے ہمیشہ مشکلات پیدا کی ہیں اور زیادہ تر وہ یہ چاہتے ہیں کہ حکومت کمزور ہو اور پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو ۔ ان کا رویہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے ۔ میرے خیال میں ہماری قوم کافی باشعور ہے ، وہ کافی عقلمند ہے اور ہماری قوم ان کے عزائم کو سمجھنے لگی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اس پر ریفرنڈم میں عوام بھاری اکثریت کے ساتھ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو کامیاب کرائیں گے ۔ جناب والا ! میرا یقین ہے کہ حکومت جو کر رہی ہے وہ اس لئے کر رہی ہے کہ ہمارے ہاں قانون کی حکمرانی ہو ، لیکن بدقسمتی سے ہمیشہ حزب اختلاف حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرتی رہی ہے ، اور کر رہی ہے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس ترمیم کی پرزور حمایت کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ جناب قاضی فیض الحق !

قاضی فیض الحق : جناب چیئرمین ! پاکستان پیپلز پارٹی کے بنیادی اصولوں

میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ عوام طاقت کا سر چشمہ ہیں - آج قائد عوام نے اپنے آپکو عوام کے سامنے پیش کرکے ان سے مینڈیٹ لینے کے لیے آئین میں یہ ترمیم لا کر یہ ثابت کردیا کہ ان کو پاکستان کے عوام پر کتنا یقین ہے ، کیونکہ عوامی حکومت کے پانچ سالہ دور میں انہوں نے عملی طور پر یہ ثابت کردیا ، اپنے کردار سے ، اپنے عمل سے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت عوام کو اپنے حقوق دلانے گی ، ان کو زبان دے گی ، ان کو سیاسی شعور دے گی ، ان کو عزت نفس دے گی اور گزشتہ ادوار میں عوام کا جس طریقے سے استحصال ہوتا رہا ہے ، اس استحصال سے نجات دلاکر اور سرمایہ دارانہ نظام سے نجات دلاکر اس ملک میں استحصال سے پاک معاشرہ قائم کریگی -

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین نے کرسی صدارت سنبھالی)

قاضی فیض الحق : جناب والا ! میں خاص طور پر قائد عوام کے ان تاریخی اقدام کا ذکر کروں گا جو انہوں نے عوامی ہمدردی میں بلوچستان کے عوام کے لیے کئے ہیں - بلوچستان میں جو فیوڈل لارڈز بیٹھے تھے اور صدیوں سے عوام کا استحصال کر رہے تھے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ بلوچستان میں غریب عوام کی جو حالت تھی وہ پتھر کے زمانہ اور دھات کا زمانہ سے بھی بدتر تھی، وہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزار رہے تھے - قائد عوام پہلے شخص تھے جنہوں نے غریب عوام کے دکھ درد کو محسوس کیا، ان کے استحصال کو محسوس کیا اور وہ فیوڈل لارڈز جن کے ذریعے انگریز سو سال تک بلوچستان پر حکومت کرتے رہےاور پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان کی سابقہ حکومتوں نے بھی ان فیوڈل لارڈز کو ھی استعمال کیا اور وھی سرداری سسٹم قائم رکھا - قائد عوام نے یہ تاریخی فیصلہ کیا کہ سرداری نظام کو بلوچستان میں ہمیشہ کے لئے ختم کردیا جائے اور عوامی اصلاحات کو چھوڑ کر زرعی میدان میں ، تعلیمی میدان میں ، ہر میدان میں جو اصلاحات ہوئیں اور جو تاریخی اقدامات اٹھائے گئے وہ سب میرے خیال میں تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے - بلوچستان کے عوام نا شکر گزار نہیں ہیں ، وہ باشعور ھو چکے ہیں ، بیدار ہو چکےہیں ، وہ انشاءاللہ تعالیٰ ریفرنڈم میں قائد عوام کی بھر پور حمایت کریں گے - ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب چیئرمین : شکریہ - مسٹر عبدالطیف انصاری !

[Qazi Faizul Haque]

جناب عبداللطیف انصاری : جناب چیئرمین صاحب ! ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کو الیکشن کے بعد جو حالات پیدا ہوئے اور الیکشن کے دوران حزب اختلاف نے جو تحریک چلائی ہوئی تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے چاہتے تھے کہ لوگوں کے ابھرے ہوئے جذبات سے کھیلیں اور خواہ الیکشن کے نتائج ان کے خلاف بھی ہوں ، تب بھی حالات ایسے پیدا ہوں کہ اس ملک کو کمزور کیا جائے کیونکہ پیپلز پارٹی نے اور قائد عوام نے جو انتخابات کر وائے ۔ مقصد یہ تھا کہ اس ملک میں خوشحالی کا دور لایا جائے ۔

لیکن جناب والا ! اپوزیشن والے یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں ترقی ہو اور ہمارے غریب لوگ جو پچھلے ۲۵ تیس برس سے استحصال کا شکار رہے ہیں ، سکھ کا سانس لے سکیں اور حزب اختلاف یہ چاہتی ہے کہ لوگوں کے ابھرے ہوئے جذبات سے کھیلا جائے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استحصال کیا جائے ۔ ہمیشہ یہ ان کا نصب العین رہا ہے کہ کسی طریقے سے پاکستان کو کمزور کیا جائے اور جو جماعت اس پاکستان کو نہیں چاہتی تھی ، اس کو پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے یہ موقع ملا ہے میں سمجھتا ہوں ہمارے ملک میں قائد اعظم کے بعد قائد عوام کی شخصیت ہی ایسی پیدا ہوئی ہے جس نے اس ملک کو مضبوط اور متحد رکھنے کے لیے صحیح اور عملی اقدام اٹھائے ہیں اس عوامی حکومت سے پیشتر جو بھی حکومتیں آئیں انہوں نے محض اپنے مفاد کے لئے اور ایک گروہ کے لیے کام کیا ۔ انہوں نے کبھی اس ملک کو مضبوط اور متحد رکھنے کے لئے جدو جہد نہیں کی ۔

جناب والا ! میں یہاں پر چند مثالیں پیش کروں گا ۔ قائد اعظم نے ڈھاکہ یونیورسٹی کے اندر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ملک کو مضبوط رکھنے کے لیے ملک لوگوں میں یہ جذبات و احساسات پیدا کرنے چاہئیں کہ وہ صوبائیت کے بارے میں نہ سوچیں بلکہ وہ پاکستانی قومیت کی بنیاد پر سوچیں اور وہ باتیں ہمارے قائد عوام نے ثابت کر کے دکھائی ہیں ۱۹۶۹ء میں حیدر آباد یونیورسٹی میں قائد عوام نے وہ تاریخی تقریر کی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس ملک کو ، پاکستان کو ہر صورت میں مضبوط و متحد رکھنا چاہتے ہیں اور یہ بات ثابت ہے اور یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ ۱۹۷۰ء میں ملک میں مختلف تحریکیں تھیں اور سندھ میں بھی ایک طبقہ اور ایک

گروہ ایسا تھا جس کی جڑیں خاص طور پر سندھ یونیورسٹی کے اندر تھیں لیکن وہ قائد عوام کی شخصیت تھی جنہوں نے اس دوران سندھ یونیورسٹی کے اندر تقریر کی اور اس تقریر کا مقصد یہ تھا کہ اس قوم کو، اس پاکستان کو متحد رکھنے اور اس ملک میں بسنے والوں کے حقوق کی حفاظت کرنی ہے اور اس کے بعد ۱۹۷۵ء میں پیپلز پارٹی کے کنونشن کے دوران قائد عوام نے جو تقریر کی تھی ان کے الفاظ یہی تھے کہ مجھے اس قوم کو پاکستانی بنانے کے لئے اگر لوگوں کو مارنا پڑا تو مار کر بھی میں اس ملک کے لوگوں کو پاکستانی بناؤں گا اور جو شخص اس ملک کو بنانے اور پاکستان کو مضبوط کرنے کے لئے جد و جہد کر رہا ہے، مخالف قوتیں اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ وہ کبھی بھی یہ نہیں چاہیں گی کہ کوئی ایسا شخص اس ملک میں موجود ہو جو اس نظریے سے سوچتا ہو اس تحریک اور اس رد عمل اور اس تدبر سے جد و جہد کرتا ہو کہ پاکستان مضبوط ہو تو حزب اختلاف نے جو اپنا کردار ادا کیا ہے۔ وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پیشتر بھی تاریخ گواہ ہے کہ اس نے کون سے اقدام اٹھائے ہیں جو پاکستان کو مضبوط کرنے کے لیے ہوں، انہوں تو ہمیشہ پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے اقدام اٹھائے ہیں۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا مختصراً یہ بات عرض کروں گا کہ جب مشرق پاکستان ہم سے الگ ہوا تو اس وقت مفتی صاحب کے کیا تاثرات تھے پاکستان کے لئے اور قائد اعظم کے متعلق اور اس وقت ولی خاں کے کیا تاثرات تھے؟ کیونکہ انہوں نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے طنزیہ طور پر قائد اعظم کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے جو کچھ کہا تھا، وہ اس ملک کے لوگوں کے سامنے ہے اور وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سیاست دان یہ سمجھتے ہیں کہ ملک کے لوگوں کا حافظہ کمزور ہے، اس لئے انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں اور لوگ یہ باتیں بھول گئے ہوں گے لیکن ملک کے لوگوں کا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ جو قدم اٹھا رہے ہیں، وہ کیا اس ملک کی بہتری کے لئے ہیں یا اس ملک کے نقصان کے لیے ہیں۔

میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ سب سے زیادہ اس ملک کو جو نقصان پہنچایا ہے، وہ جماعت اسلامی نے پہنچایا ہے اور یہ وہی جماعت اسلامی ہے، جس نے کبھی

[Qazi Faizul Haque]

بھی پاکستان کو تسلیم نہیں کیا ہے اور وہ وہی جماعت ہے جس نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ کسی طریقے سے اس پاکستان کو کمزور کیا جائے اور تاریخ گواہ ہے کہ مولانا مودودی نے قائد اعظم اور پاکستان کی مخالفت کی تھی اور پاکستان بننے کے بعد کشمیر میں پہلی لڑائی کے دوران اس کے کیا احکامات تھے اور اس کے بعد یہی جماعت اسلامی مشرقی پاکستان میں مجیب کے ساتھ شریک ہوئی کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی ایک ذریعہ پاکستان کو کمزور کرنے کا ہے اور اس پاکستان کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے مجیب کے ساتھ تعاون کیا اور اس وقت انہوں نے یو ڈی ایف بنائی اور یو ڈی ایف کے تحت وہ پاکستان کو ختم کرنا چاہتے تھے لیکن جب وہاں پر ایسے حالات پیدا ہوئے، اور مجیب جو پاکستان کو ختم کرنا چاہتا تھا ، وہ الگ ہو گیا تو انہوں نے دوسرے طریقے اختیار کیے اور انہوں نے اس جماعت کی ذیلی شاخوں الشمس اور البدر کے ذریعے ایسی نفرت پیدا کی کہ مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوا اور مشرقی پاکستان کے الگ ہونے کی ذمہ داری جہاں مجیب پر عائد ہوتی ہے ، وہاں جماعت اسلامی پر بھی عائد ہوتی ہے چونکہ انہوں نے اپنی ذیلی جماعتوں کے ذریعے ایسے حالات پیدا کیے اور وہاں نفرت کی فضا پیدا کی کہ مشرقی پاکستان الگ ہو گیا - -

جناب ڈپٹی چیئرمین : انصاری صاحب ! صرف ایک منٹ باقی ہے -

جناب عبدالطیف انصاری : میں مختصراً اس بات کو ختم کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان کے اندر ان دانشوروں اور ان صحافیوں نے جو الشمس اور البدر سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے وہاں اس نفرت کے بیج کو اور مضبوط کیا - حضور والا ! یہ باتیں یہاں تک ہی ختم نہیں ہو جاتیں - انہوں نے اس عوامی حکومت کے دوران بھی وار کرنے کی ہر کوشش کی - انہوں نے یہ کوشش کی کہ جس وقت قائد عوام شملہ معاہدے کے لئے جا رہے تھے اور وہ ایک اہم معاہدہ تھا ، تو اس وقت انہوں نے روڑے اٹکانے کی کوشش کی کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ اہم مشن ہے ، جہاں پر قائد عوام کامیاب نہیں ہوں گے اور وہ بھی اس ملک میں ایجی ٹیشن پیدا کرنے کا ایک طریقہ بنے گا اور اس ملک کو کمزور کرنے کا ذریعہ بنے گا - لیکن وہاں پر بھی قائد عوام خدا کے فضل سے ، عوام کی حمایت اور اپنے تدبر کی وجہ سے

کامیاب ہوئے اس کے بعد قادیانیوں کا مسئلہ چلا ۔ وہ ان کی چلائی ہوئی تحریکیں تھیں ، لیکن وہ اس میں بھی ناکام ہوئے تو انہوں نے موجودہ الیکشن میں لوگوں کے ابھرے ہوئے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور غریب اور معصوم لوگوں کو اس کا ذریعہ بنایا ۔ کیونکہ الیکشن بھی ایک ذریعہ ہے اور لوگوں کر آزادی دی گئی تاکہ وہ اپنا اظہار خیال آزادی سے کر سکیں لیکن انہوں نے الیکشن میں غلط طریقے اختیار کئے اور الیکشن جو اس ملک میں جمہوری اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے اور اس ملک کو خوشحال بنانے کی ایک کوشش تھی ، اس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا اور لوگوں کے جذبات کو ابھار کر اتنا اوپر لے گئے جس سے انتشار پیدا ہوا ۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ اس ملک میں دنگا فساد ہو ، اس ملک میں خون خرابہ ہو تاکہ یہ ملک ختم ہو جائے ۔ میں ایک بات آخر میں کہنا چاہتا ہوں اور اس کے کہنے میں میں حق بجانب ہوں کہ جہاں مولانا مودودی نے پاکستان بنتے وقت یہ باتیں کہی تھیں ، کہ اگر یہ پاکستان بن گیا تو یہاں لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا خون ہو گا اور اس وقت پاکستان بننے وقت ہمارے مسلمان بھائیوں نے قربانیاں دیں اور جب مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوا تو اس وتت بھی لاکھوں لوگوں نے قربانی دی ، لیکن آج وہ اس انتظار میں ہیں اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں اور وہ اس وقت یہ دعا مانگ رہے ہوں گے کہ وہ وقت آئے کہ یہاں پر یہ پاکستان ختم ہو اور وہ اپنی بات کو بیان کریں کہ میں نے قائد اعظم پر یہ جو الزام لگایا تھا کہ جو پاکستان بنایا گیا تھا , وہ غلط بنایا گیا تھا اور میں نے آج سے ۳۵ برس پہلے جو کہا تھا ، آج وہ ثابت کر دکھایا ہے ۔ لیکن ان کی یہ بات کبھی بھی ثابت نہ ہو گی ۔ جناب والا ! میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ جہاں انہوں نے اس ملک کو کمزور کرنے کے لیے اتنے اقدام اٹھائے تو میں انہیں صرف ایک حدیث کا حوالہ دوں گا کہ کہیں ایک بد کرداد عورت تھی اور اس کے کئی گناہ تھے اور اس عورت کو بہشت نصیب ہونے کی امید نہ تھی لیکن ایک حادثہ ہوا کہ وہ پیاسی تھی اور وہ ایک کنویں پر گئی اور مشکل سے تھوڑا سا پانی نکالا تو اس کے قریب ایک کتا تھا جو پیاس سے تڑپ رہا تھا تو اس عورت نے پانی خود پینے کی بجائے اس کتے کو پانی پلا دیا اور اس کی جان بچائی ۔ اس نیکی پر اسے جنت مل گئی ۔ ایک اور عورت تھی جو بہت ہی پرہیز گار تھی اور نیک تھی ، اس کے گھر میں ایک بلی آتی تھی وہ بلی اس

[Qazi Faizul Haque]

کا تمام دودھ پی جاتی تھی اور اس سے اس کو تکلیف پہنچتی تھی ۔ اس عورت نے اس بلی کو باندھ کو رکھ دیا اور تین دن تک اس کو کوئی کھانا نہیں دیا اور اور بلی بھوک سے مر گئی اس گناہ کی وجہ سے اس عورت کو دوزخ نصیب ہوئی ۔

Mr. Deputy Chairman : Ansari Sahib, still we have a long list of speaker.

جناب عبداللطیف انصاری : تو میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں مولانا مودودی صاحب نے اس ملک کو کمزور کرنے کے لیے اتنے گناہ کئے ہیں ، وہاں وہ ایک ثواب کا کام کر دیں کہ وہ ان ابھرے ہوئے جذبات سے نہ کھیلیں ۔ اس بھڑکائی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کوئی اقدامات کریں تاکہ یہ ملک بچ سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو جماعت اس تحریک میں زوروں سے کام کر رہی ہے ، وہ ان کی جماعت ہے ۔ میرے پاس بہت سے پوائنٹس ہیں میرے پاس وقت نہیں ہے ، ورنہ میں بیرونی سازشوں ، ان کے فنڈز اور دوسری ایسی باتوں کی مقدار بتاتا جو اس ملک کو کمزور کرنے کے لئے روا رکھی جا رہی ہیں ۔ یہ قائد عوام کا تدبر ہے ، یہ قائد عوام کی شخصیت ہے ، قائد عوام کی سیاسی فراست ہے ، جس نے ان کو اس ملک کو بچانے کے لئے لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے لوگوں نے ہمیشہ قائد عوام کو چاہا ہے ان سے محبت کی ہے اور یہ وہ اس ملک کی کشتی کو جو مشکلات کے بھنور میں پھنسی ہوئی ہے ، ساحل تک پہنچائیں گے ۔ اور اس ملک کے لوگ قائد عوام کے ساتھ ہیں ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس ترمیم کی پرزور تائید کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ۔

جناب راؤ عبدالستار : جناب چیئرمین میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوستوں سے پھر یہ درخواست کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ، وہ مختصر تقریر کریں کافی سے زیادہ بحث ہو چکی ہے اس بل کے متعلق ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرا خیال ہے کہ ابھی کافی لوگوں کے نام فہرست میں موجود ہیں اور دوسرے لوگوں کو بولنا ہے ۔

(مداخلت)

راؤ عبدالستار : میں پھر ان سے استدعا کروں گا کہ کاف بحث ہو چکی ہے -

Mr. Deputy Chairman : I once again remind the members to be brief and to the point. Yes, Mr. Khalid Khan.

جناب محمد خالد خان : میں رضا کارانہ طور پر - - - -

سردار محمد اسلم : میں خالد صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ نیشنل اسمبلی میں بول چکے ہیں ، جس وقت لائیو ٹیلی کاسٹ ہو رہا تھا - گیارہ بجے تک ہمیں ویسے بھی بیٹھنا ہے -

جناب محمد خالد خان : جس طرح میرے دوست فرمائیں - میں ویسے ہی کروں گا -

جناب ایس ایم مسعود : جناب چیئرمین میری ایک تجویز ہے کہ جو لوگ تقریر نہیں کر سکتے ہیں اور ان کے نام آپ کے پاس لکھے ہوئے ہیں ان نام آپ پڑھ لیجئے تاکہ یہ بات ریکارڈ پر آ جائے کہ یہ حضرات تقریر کرنا چاہتے تھے مگر وقت کی کمی کی وجہ سے تقریر نہ کر سکے -

Mian Mohammad Iqbal : My name is on the record. We want to express ourselves. It is my right. If the Chair does not want to allow, it is all right.

Mr. Deputy Chairman : Mr. Khalid Khan, do you want to speak or not? Try to be brief.

Mr. Khalid Khan : Yes, Mr. Chairman.

میاں محمد اقبال : انہوں نے اپنا نام واپس لے لیا تھا اب یہ پھر کھڑے ہو گئے ہیں -

جناب محمد خالد خان : میں ودڈراء کرتا ہوں -

راؤ عبدالستار : خالد خان صاحب نے اچھی مثال قائم کی ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : بیگم ہماریوں مرزا -

بیگم عزیزہ ہمایوں مرزا : جناب چیئرمین ! ماضی میں پی این اے کے لوگوں نے جو خواتین کے ساتھ برتاؤ کیا اور انہوں نے جو زیادتیاں کی ہیں ، میں

[Begum Hamayun Mirza]

ان کو دھرانا نہیں چاہتی ۔ خواتین نے پہلے بھی بڑی بھاری اکثریت میں قائد عوام کو ووٹ دیئے تھے اور اب بھی مجھے یقین ہے اور پوری امید ہے کہ پھر خواتین دوبارہ ریفرنڈم میں بھرپور طریقے سے قائد عوام کو ان کی قیادت کے لئے ووٹ دیں گی اور میں آپ کی خدمت میں اس چیز کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ریفرنڈم کے لئے ہمارے قائد عوام نے اپنے آپ کو پیش کیا اور یہ ثابت کر دیا ہے وہ ایک عظیم شخصیت ہیں اور انہوں نے ہمیشہ قوم کے لئے قربانی دی ہے ۔ انہوں نے ہمیشہ عوام کے مشورے سے فیصلے کئے ہیں اور میں اس سلسلے میں آپ سے عرض کروں گی کہ ریفرنڈم کے بارے میں صحیح طور پر خواتین کو بتایا جائے کیونکہ ہماری خواتین کی اکثریت ان پڑھ اور جاہل ہے ، جن کو ریفرنڈم کا مطلب معلوم نہیں ہے ۔ اخبارات ٹیلی ویژن ، اور ریڈیو کے ذریعے سے خواتین کو ریفرنڈم کا مطلب صحیح طور پر سمجھانا چاہیئے اور مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں ریڈیو ، ٹیلی ویژن اور منسٹری آف انفرمیشن پوری مدد کرے گی ۔

میں مزید یہ عرض کروں گی کہ ہمیں ریفرنڈم کے سلسلے میں خواتین کے پاس جانا چاہیئے اور ان کو یہ بتانا چاہیئے کہ ریفرنڈم میں کس قسم کے نشانات استعمال کئے جائیں گے ۔ ویسے ہماری عوام ہمیشہ تلوار کو پہچانتی ہے اور غریب عوام نے ، چھوٹے طبقے نے ، دوکاندار ، رکشہ والے ، کسان اور مزدوروں نے ہمیشہ تلوار کو ووٹ دیئے ہیں ۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بیگم عزیزہ ھمایوں مرزا : ہمیں اپنے عوام کو ذرائع نشر و اشاعت سے یہ سمجھانا چاہیئے کہ ریفرنڈم کیا ہوتا ہے ؟ تاکہ وہ صحیح طریقہ سے اپنا ووٹ دے سکیں ۔ میں اس بل کی تائید کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ انشاء اللہ خواتین کی بھاری تعداد ریفرنڈم میں اپنے قائد عوام کو دوبارہ کامیاب کرائیں گی ۔ شکریہ ۔

Mr. Chairman : Now, gentlemen, in order to give equal representation to all the provinces, I tried to take four Members from each province. Now, so far as Frontier Province is concerned, four have already participated in the discussion; Sardar Mohammad Aslam, Maulna Abdul Hakim, Mr. Wali Mohammad Khan, and Mr. Mahboobur Rahman. Their quota is over.

So far as Punjab is concerned the four are, Miss Asifa Farooqi, Rao Abdus Sattar, Mr. Lal Mohammad Khan and Begum Humayun Mirza.

From Baluchistan three have spoken; Mr. Saifullah Khan Piracha, Shaikh Omer Khan, and Qazi Faizul Haque. The fourth Mr. Khalid Khan has withdrawn his name.

Mian Mohammad Iqbal : He has withdrawn his name in my favour.

Mr. Chairman : He never asked me to substitute you for him.

Now, from Sind, the difficulty is that I have had three: 1. Mr. Abdullah Khan, 2. Mr. Ghulam Hussain Abbasi, and 3. Mr. Abdul Latif Ansari. There is no fourth from Sind.

Sardar Mohammad Aslan : My name.

Mr. Chairman : You are giving your name just now, but probably you did not give your name earlier.

Now, there is a request by Malik Mohammad Sharif from the Frontier Province. He has sent me a chit :

Mr. Chairman : I request that you should give me opportunity of speech.

Now it is upto you. I have told you four have already spoken from the Frontier ptovince, four from Punjab, and four from Baluchistan

A Member : This will go on like this.

Mr. Chairman : This is upto you. I leave it to the House.

Malik Mohammad Sharif : Mr. Chairman, Sir, I withdraw my name.

(*Thumping of desks by Members*)

Mr. Chairman : Thank you, very much, All right. I think, if you agree, Mr. Khoso should be the last speaker.

Voices : He has withdrawn.

Mr. Chairman : Have you withdrawn Mr. Khoso ?

Mr. Afzal Khan Khoso : I haver never said that Sir.

Mr. Chairman : Mian Saheb, you see, well, you should be broad minded. Sometimes you should give a chance to others also who have never spoken or who spoke very very seldom.

چلو راؤ صاحب !

Let Mr. Khoso be the last speaker.

میاں صاحب آپ قربانی دیں -

Mian Mohammad Iqbal : I have spoken only once in this House. It cannot be said that I have spoken so many times. I have spoken only once in this House.

Mr. Chairman : Why, should I send for the record to show you that you have spoken more than once ? Yes, Mr. Afzal Khan Khoso.

Mr. Afzal Khan Khoso : I am not being allowed to speak, Sir.

Mr. Chairman : Well, then, you resume your seat, because they are not listening to you.

Mr. Afzal Khan Khoso : I want to speak on this, Bill Sir.

Mr. Chairman : You want to speak, but they are not prepared to listen to you.

Mr. Afzal Khan Khoso : I would just briefly go into the events of the last four months. To start with, Sir.

Mr. Chairman : You should remember that you have only 5 minutes.

Malik Mohammad Sharif : Sir, I have a point of information.

لال محمد خان فرنٹیر سے تعلق رکھتے ہیں

Mr. Chairman : One minute. Mr. Lal mohammad Khan from Frontier.

مجھے یہاں پنجاب لکھایا گیا ہے - غلطی کہیں اور سے ہوئی ہے ، میرے پاس لال محمد لکھا ہوا ہے - لال محمد کے آگے 'پی' (پنجاب لکھا ہوا ہے -

Rao Abdus Sattar : (Leader of the House) Point of order, Sir.

جناب چیئرمین بس ، کیا کافی بحث نہیں ہو چکی ہے ؟

POINT OF ORDER RE : PERMISSION SOUGHT TO MOVE CLOSURE MOTION UNDER RULE 202

Rao Abdus Sattar : I want to move a motion under rule 202, Sir

> "At any time after a motion has been made, any member may move "That the question be now put" and, unless it appears to the Chairman that the motion is an abuse of these rules or an infringement of the right of reasonable debate, the

Chairman shall put the motion "That the question be now put."

Mr. Chairman : I had already given the floor to Mr. Khoso. You cannot move this motion while he is on his legs. When a Member is in possession of the floor, and he has started a speech, then during the course of his speech you cannot move any motion. No,no, he has started, don't say that he has not started.

Mr. Afzal Khan Khoso : I had started, Sir.

Mr. Chairman : No, Rao Abdus Sattar, you don't say a thing which is not quite correct. He had already started by saying "Sir, I would like to give you the events of the past four months." He has said these words.

Mr. Afzal Khan Khoso : Exactly, Sir, exactly.

Mr. S. M. Masud : Mr. Chairman, Sir, but I will remind one thing at this stage. I have not objected in the earlier debates also. The speech should be restrictred to the Bill and not general situation in the country.

Mr. Chairman : You want me to conduct the business of the House strictly in accordance with the rules. If I go by that then is merely repetition. You know the rules more.

Mr. S. M. Masud : I just realise, because I thought so many honourable Members will be making requests, and there was a motion moved by the honourable Leader of the House also.

Mr. Chairman : You will appreciate my difficulty. If I am applying the rules strictly, will there will be very few Members who can proceed. Well there is, as you know generally, repetition of the same thing said. Several ,imes, there is hardly any speech made here in which there is no repetiiton. So, Mr. Khoso, you are on trial now. Mind that I give you only five minutes. But mind that you should not repeat what has been said before and your speech should be confined to the scope of the Bill, because we are now in the first reading of the Bill, and you can only discuss the principles underlying the Bill, principles only.

THE CONSTITUTION (SEVENTH AMENDMENT) BILL, 1977

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, I was going to do what the honourable Law Minister has just stated, but then, of course, that was unnecessary. I am going to restrict myself to the Bill. So. Sir, what I was going say is that in the last four months we have witnessed so many events. No. 1 is that we have witnessed elections. Every effort was made by this Government to conduct the elections in a fair and free atmosphere. All the safeguards were provided, Sir, and there was no complaint whatsoever right upto the polling day, from any quarter, and there was nothing unfair about the election process

[**Mr. Afzal Khan Khoso**]

Then, Sir, in this election campaign, as we all know, everything under the sun was said. All types of abuses in the name of Islam were hurled at the ruling party, right from the workers level upto highest level, Sir. We all know about it. Even then, Sir, they were allowed to do that. In spite of the fact that they were most unethical, most undemocratic, yet they were allowed to do that. Then, Sir, the campaign was over, I should say just a little before the campaign, a gentleman from the PNA come up with a threat that whatever the results of the election whatever the result of the ballet, they will not accept that, unless the results of the ballets were not in theirfavour. That means that they had unilaterally decided that unless they were elected, unless they were to occupy the seats of the Government, they were not going to accept the verdict of the people, about whom they are so concerned; about whom they are talking so much, Sir.

They were defeated. It is a well known fact that they were very badly defeated, They were not surprised about that defeat, because they knew that they were going to be defeated, and the reason was that they had no programme, whotsoever, to go to the people, nothing constructive to go to the people. After that, Sir, we come to the post-election period of burning, looting, vendalism, chaos and anarchy. There were all sorts of anti-social, antirnational, anti-democratic and anti-constitutional acts to pressurize the Government, and they made the life of the ordinary citizen, the majority, the silent majority, absolutely miserable. It was the duty of any Government, Sir, to come with harsh measures, and to safeguard the honour and the property and the life of the innocent people.

(*Interruption*

Mr. Afzal Khan Khoso : Excuse me, when you talked for 15 minutes, I did not say anything, Mr. Ansari

Mr. Chairman : You don't talk to the Member directly.

Mr. Afzal Khan Khoso : Because he was talking to me.

Mr. Chairman : He may be talking, you cannot address him.

Mr. Afzal Khan Khoso : I am sorry, Sir, he was disturbing me.

Mr. Chairman : But if he interrupted, you should protest to me You can protest to me that you are being interrupted, and I will bring him. to order.

Mr. Afzal Khan Khoso : I am sorry, So, Sir then they came out with a theory that the election had been rigged Now, Sir, these people who are conversant with this sort of thing, they know that the actual rigging was done by the other side and not by the Pakistan Peoples Party. I know what happened in the Karachi ladies booths. In all the ladies booths in Karachi we know what happened, Sir. I do not have to go into the details. When we talk about the rigging.

(*Interruption*)

Mr. Afzal Khan Khoso : I am sorry, Sir, the House is not in order.

Mr. Chairman : I had warned warned you in the beginning that the House is not in a mood to listen to you. I warned that you were doing it at your own risk.

Mr. Afzal Khan Khoso : This is a very sad precedence. I am being interrupted by no lesser a personality than.

Mr. Chairman : You being an old speaker and parliamentarian and particularly a practising lawyer, you should know that before one begins a speech, he should feel the mood of the audience, whether they are in a mood to listen or not.

Mr. Afzal Khan Khoso : I am the last speaker, Mr. Chairman, Sir, They should hav some sort of consideration for the las speker.

Mr. S. M. Masud : Mr. Chairman, Sir does he want ts be the last straw on the back of the camel ?

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, I am trying to......

Sardar Mohammad Aslam : Time is over, Sir.

Mr. Afzal Khan Khoso : So, Sir, now I can see the mood of the House. They are not in a very serious mood. They want to rush home for reasons best known to them.

Mr. Chairman : No, no, the House feels tired, my dear friend. The House feels tired. They are not in a mood to listen.

Mr. Afzal Khan Khoso : But I want to say something very serious, Sir. Something very sober, but where our friends are concerned, sobriety has no value, Sir,

Mr. Chairman : No, no, I can enforce orders, but I cannot enforce seriousness here.

Mr. Afzal Khan Khoso : So, Sir. this referendum is not the main issue. The main issue between the Governmenl party, the ruling party and Opposition party is the rigging of the elections. This is the main issue, and because of that, Sir, everything was provided, laws were provided to go and appeal or even *suo moto* powers were given to CEC. But even then they did not stop their agitation, and they insisted upon three things as a preconditions for talks with the Prime Minister. This was not the agenda. These were the preconditions. That means that the defeated can go and tell the victorious party that you sign a surrender document, and then we will come and talk to you.

Mr. Chairman : One minute left.

Mr. Afzal Khan Khoso : Yes, Sir. This was the basic thing. The resignation of the Prime Minister was one of the basic issues that they should first agree to this issue, according to these three claims and demands of theirs, and then they will talk to the Prime Minister. Sir, I don't know what then they would have talked to the Prime Minister when these three important demamds were accepted. So, the Prime Minister has taken this issue of resignation to the people, because the PNA is nobody to dictate their terms to the Prime Minister, who has won the majority. So, Sir, with these remarks, and of course, with due apologies to Sahibzada Sahib, I fully support the Bill. Thank you very much.

Mr. Chairman : Thank you. Mr. Leader of the House, now you need not move your motion. I think, the entire House agrees that the motion may be put to the House.

Gentlemen, now I will put the motion to the House. The question before the House is :

> "That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Seventh Amendment) Bill], as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

(*The motion was adopted.*)

Mr. Chairman : The motion is carried.

Now, we move on to the second reading of the Bill. We will take up clause by clause consideration of the Bill

There is no amendment moved to any of the clauses. So I will take Clause 2 first. The question before the House is :

> "That Clause 2 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Thirty-Six Members are in favour of the motion. So, the motion is carried by total majority of the membership of the House. Clause 2 forms part of the Bill·

Now, we take up Clause 3.

The question befor the House is :

> "That Clause 3 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted.*)

Mr. Chairman : Thirty-Six Members are in favour of the motion.

So the motion is carried by majority of the total membership of the House. Clause 3 forms part of the Bill.

Now, we take up Clause 4.

The question before the House is :

"That Clause 4 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Thirty-Six Members are in favour of the motion, So, the motion is carried by majority of the total membership of the House.

Clause 4 also forms part of the Bill.

Now, we take up clause 1.

The question before the House is :

"That Clause 1, Preamble and Title form part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Thirty-Seven Members are in favour of the motion, so the motion is carried by majority of the total membership of the House.

Clause 1, Preamble and the Title form part of the Bill.

Now, the honourable Minister will move his next motion.

Mr. S. M. Masud : Mr. Chairman, Sir, I beg to move :

> "That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977], be passed."

Mr. Chairman : Yes, the motion made is :

> "That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977], be passed."

Mr. S. M. Masud : Mr. Chairman Sir, since there has been sufficient discussion, and no amendment has been made in any of the clauses, I don't want to add anything to whatever I have said in the first reading of the Bill,

Mr. Chairman : I think, no other Member is desirous of making a speech. Everything has been said. Yes, now I will put the question.

The question before the House is :

> "That the Bill further to amend the Constituiton of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977]' be passed."

Division. Now, the bell be rung for two minutes

(The Division Bell was rung for two minutes.)

Mr. Chairman : Mr. Khoso, I have every sympathy with you.

Mr. Afzal Khan Khoso : I have every sympathy with myself also.

Mr. Chairman : After having injured you, now they are trying to heal you.

A Member : Because he deserves.

Mr. Afzal Khan Khoso : And Sahibzada Sahib is soothing him best, Sir.

Mr. Chairman : I don't know why someting unusual has happened today. Never during the last almost four years, any Member has been compelled to resume his seat and finish his speech. This is for the first time, they will bear me out, that you were forced to sit down and resume your seat.

Mr. Afzal Khan Khoso : I think, the honourable Law Minister should explain this, Sir.

Mr. Chairman : All right. Let the Bill be passed.

(Pause)

Mr. Chairman : Gentlemen, now attention please. Now, I will put the question.

The question before the House is :

> "That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Seventh Amendment) Bill, 1977], be passed."

Now divide. 'Ayes' to my right and 'Noes' to my left.

(Division took place)

Mr. Chairman : Order. Order please.

I will now announce the result of voting. Thirty-eight votes in favour of the motion.

None against.

So, the motin is carried by a maiority of the total membership of the Senate, and the Bill stands adopted.

Now, there is no other business left unless somebody is anxious to give an opportunity to Mr, Khoso to give his explanation. Mr. Khoso, I again give you friendly warning. This thing will be repeated unless you invite all these gentlemen to tea in the cafetaria.

Mr. Afzal Khan Khoso : I am prepared to do that, Sir, but I want a committment from Sahibzada Sahib that he will,not repeat it again, because he is the person who started it.

Mr Chairman : Yes, he was controllable when he was in this Chair in the National Assembly, but now he has gone over to the other side. Naturally he is now a free man.

Thank you very much.

We meet again tomorrow at 9.30 am. Thank you.

[The Senate then adjourned to meet again at half-past nine of the Clock in the morning on Tuesday, May 17, 1977]